قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

جمعرات 24 فروری 2022ء | 22 رجب 1443 ہجری قمری | 24 تبلیغ 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:47

ارشاد باری تعالیٰ

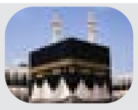

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ

(الحجرات : 13)

ترجمہ:۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

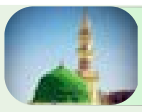

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب مجھے معراج ہوا تو کشفاً مَیں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اس سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ مَیں نے پوچھا، جبرائیل یہ کون ہیں ؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگ، لوگوں کا گوشت نوچ نوچ کر کھایا کرتے تھے اور ان کی عزت و آبرو سے کھیلتے تھے۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب فی الغیبة)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

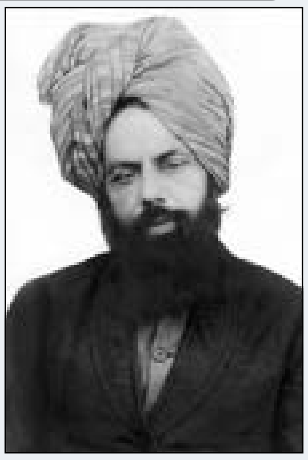

بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے
مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

”ہماری جماعت کو چاہئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کریں۔لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اس کو بیان کر کے دُور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔کون سا ایسا عیب ہے جو کہ دُور نہیں ہو سکتا۔اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعے سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہئے۔

ایک صوفی کے دو مرید تھے۔ایک نے شراب پی اور نالی میں بیہوش ہو کر گرا۔دوسرے نے صوفی سے شکایت کی۔اس نے کہا تُو بڑا بے ادب ہے کہ اس کی شکایت کرتا ہے اور جا کر اٹھا نہیں لاتا۔وہ اُسی وقت گیا اور اسے اٹھا کر لے چلا۔کہتے تھے کہ ایک نے تو بہت شراب پی لیکن دوسرے نے کم پی کہ اسے اٹھا کر لے جا رہا ہے۔صوفی کا یہ مطلب تھا کہ تُو نے اپنے بھائی کی غیبت کیوں کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبت کا حال پوچھا تو فرمایا کہ کسی کی سچی بات کا اس کی عدم موجودگی میں اس طرح سے بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہو تو اسے برا لگے غیبت ہے۔اور اگر وہ بات اس میں نہیں ہے اور تُو بیان کرتا ہے تو اس کا نام بہتان ہے۔خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔ وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا (الحجرات:13) اس میں غیبت کرنے کو ایک بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔اور اس آیت سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو آسمانی سلسلہ بنتا ہے ان میں غیبت کرنے والے بھی ضرور ہوتے ہیں۔اور اگر یہ بات نہیں ہے تو یہ آیت بیکار جاتی ہے۔اگر مومنوں کو ایسا ہی مطہّر ہونا تھا اور ان سے کوئی بدی سرزد نہ ہوتی تو پھر اس آیت کی کیا ضرورت تھی؟

بات یہ ہے کہ ابھی جماعت کی ابتدائی حالت ہے۔بعض کمزور ہیں جیسے سخت بیماری سے کوئی اٹھتا ہے۔بعض میں کچھ طاقت آ گئی ہے۔پس چاہئے کہ جسے کمزور پاوے اسے خفیہ نصیحت کرے۔اگر نہ مانے تو اس کے لئے دعا کرے۔اور اگر دونوں باتوں سے فائدہ نہ ہو تو قضاء و قدر کا معاملہ سمجھے۔جب خدا تعالیٰ نے ان کو قبول کیا ہوا ہے تو تم کو چاہئے کہ کسی کا عیب دیکھ کر سر دست جوش نہ دکھلایا جاوے۔ممکن ہے کہ وہ درست ہو جاوے۔قطب اور ابدال سے بھی بعض وقت کوئی عیب سرزد ہو جاتا ہے۔بلکہ لکھا ہے اَلْقُطْبُ قَدْ يَزْنِيْ، کہ قطب سے بھی زنا ہو جاتا ہے۔بہت سے چور اور زانی آخر کار قطب اور ابدال بن گئے۔جلدی اور عجلت سے کسی کو ترک کر دینا ہمارا طریق نہیں ہے۔کسی کا بچہ خراب ہو تو اس کی اصلاح کے لئے وہ پوری کوشش کرتا ہے۔ایسے ہی اپنے کسی بھائی کو ترک نہ کرنا چاہئے بلکہ اس کی اصلاح کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو۔بلکہ وہ فرماتا ہے تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (البلد:18) کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔مَرْحَمَہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے اور اس کے لئے دعا بھی کی جاوے۔دعا میں بڑی تاثیر ہے۔اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 60-61 جدید ایڈیشن 1988ء)

فرمان خلیفہ وقت

پھر غیبت ایک گناہ ہے جس سے اصلاح کی بجائے معاشرے میں بدامنی کے سامان ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس گندے فعل سے کراہت دلاتے ہوئے فرمایا کہ تم تو آرام سے غیبت کر لیتے ہو۔ یہ سمجھتے ہو کہ کوئی بات نہیں،بات کرنی ہے کر لی۔ زبان کا مزا لینا ہے لے لیا۔ یا کسی کے خلاف زہر اگلنا ہے اگل دیا۔لیکن یاد رکھو یہ ایسا مکروہ فعل ہے ایسی مکروہ چیز ہے جیسے تم نے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھالیا۔ اور کون ہے جو اپنے مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے کراہت نہ کرے۔ غیبت یہی ہے کہ کسی کی برائی اس کے پیچھے بیان کی جائے۔ پس اگر اس شخص کی اصلاح چاہتے ہو جس کے بارہ میں تمہیں کوئی شکایت ہے تو علیحدگی میں اسے سمجھاؤ تا کہ وہ اپنی اصلاح کر لے اور پھر بھی اگر نہ سمجھے تو پھر اصلاح کے لئے متعلقہ عہدیدار ہیں، نظام جماعت ہے، امیر جماعت ہے اور اگر کسی وجہ سے کوئی مصلحت آڑے آ رہی ہے یا تسلی نہیں ہے تو مجھ تک پیغام پہنچایا جا سکتا ہے۔ بعض لوگ مجھے شکایت کرتے ہیں لیکن ان شکایتوں سے صاف لگ رہا ہوتا ہے کہ اصلاح کی بجائے اپنے دل کا غبار نکال رہے ہیں اور پھر اکثر یہی ہوتا ہے کہ شکایت کرنے والے اپنا نام نہیں لکھتے صرف ایک احمدی یا ایک ہمدرد لکھ دیتے ہیں نیچے یا پھر ایسا نام اور پتہ لکھتے ہیں جس کا وجود ہی نہیں ہوتا جو بالکل غلط ہوتا ہے۔ ایسے لوگ سوائے میرے دل میں کسی کے خلاف گرہ پیدا کرنے کی کوشش کے اور کچھ نہیں کر رہے ہوتے۔ اور اس میں بھی وہ کامیاب نہیں ہوتے۔ کیونکہ نام چھپانے سے ایک تو صاف پتہ چل رہا ہوتا ہے کہ کوئی ہمدرد نہیں ہے بلکہ صرف کسی دوسرے کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ عموماً تو ایسے خطوں پر کوئی کارروائی نہیں ہوتی اور میرا کام تو ویسے بھی یہ ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے پہلے تحقیق کرواؤں، پتہ کروں اور جس کا نام پتہ ہی نہیں اس کی تحقیق بھی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر کسی کو سزا ہو بھی تو میرے دل میں اس کے خلاف نفرت کبھی نہیں پیدا ہوئی، نہ کوئی گرہ پیدا ہوتی ہے بلکہ دکھ ہوتا ہے کہ ایک احمدی کو کسی بھی وجہ سے سزا ہوئی ہے۔ بہرحال ایک احمدی کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا

بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

ہر شہید احمدیت کے نام (منظوم)
اِنِّیْ حِیَ الرَّحْمٰن
سورۃ الصّف، الجمعۃ، المنافقون، التغابن اور کا تعارف
دانشوروں کی غیر معمولی ہمدردی

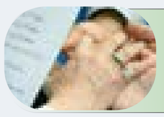

دربارِ خلافت

وقفِ نَو میں ماں باپ بچوں کی بلوغت کو پہنچ کر یا پہلے ہی اس طرح تربیت نہیں کرتے...

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جامعہ احمدیہ پر یہاں یا جرمنی میں یا بعض جگہ بعض لوگ اعتراض کر دیتے ہیں کہ یہاں پڑھائی اچھی نہیں ہے۔ یہ بالکل بودے اعتراض ہیں۔ اُن کے خیال میں اُن کا جو اعتراض ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جامعہ سے فارغ ہوتا ہے تو اُس کو عربی بولنی نہیں آتی یا بول چال اتنی اچھی نہیں ہے۔ جہاں تک زبان کی مہارت کا سوال ہے، جامعہ احمدیہ میں کیونکہ مختلف مضامین پڑھائے جاتے ہیں، صرف ایک زبان کی طرف ہی تو توجہ نہیں دی جاتی۔ باقی یونیورسٹیوں میں یا دوسرے مدرسوں میں اگر پڑھایا جاتا ہے تو ایک مضمون پڑھا کر اُس پر توجہ دی جاتی ہے۔ لیکن یہاں تو مختلف مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ ہاں جب یہ دیکھا جائے کہ کسی کا کسی زبان کی طرف رجحان ہے یا زبانوں کے سیکھنے کی طرف رجحان ہے تو اُن کو زبانوں میں پھر سپیشلائز بھی انشاء اللہ کروایا جائے گا اور پھر بولنے کا جو شکوہ ہے وہ بھی دُور ہو جائے گا۔ لیکن بہر حال جہاں تک پڑھائی کا سوال ہے، جو علم دیا جا رہا ہے، وہ بہت وسیع علم ہے جو جامعہ کے طلباء اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل کر رہے ہیں۔ پاکستان میں تو کیونکہ پرانے جامعات ہو گئے ہیں، وہاں تخصص بھی کروایا جاتا ہے، سپیشلائز بھی کروایا جاتا ہے۔ تو یہ تو بعض لوگوں کے، خاص طور پر جرمنی سے مجھے اطلاع ملی تھی، جامعہ میں بچوں کو نہ بھیجنے کے بہانے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ کے فضل سے یوکے اور کینیڈا کے جو طلباء جامعہ سے فارغ ہوئے ہیں ان کا تبلیغی میدان میں اب تک جو تھوڑا تجربہ ہوا ہے وہ اللہ کے فضل سے بڑے مؤثر رہے ہیں۔ اور یہ علم تو جیسا کہ مَیں نے کہا ساتھ ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ بڑھتا چلا جائے گا۔ پس جو لوگ یہ باتیں کرتے ہیں اور بعض طلباء کو جامعہ آنے یا داخلہ لینے سے بد دل کرتے ہیں، یہ لوگ صرف فتنہ ہیں یا اُن میں نفاق کا رنگ ہے۔ اس لئے اُن کو بھی استغفار کرنی چاہئے۔ جو شعبہ وقف نَو ہے، اُنہوں نے بعض انتظامی باتوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے جو مَیں دہرا دیتا ہوں۔ شاید پہلے بھی بعض کا ذکر ہو چکا ہو۔

وقفِ نَو میں ماں باپ بچوں کی بلوغت کو پہنچ کر یا پہلے ہی اس طرح تربیت نہیں کرتے، جیسا کہ مَیں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ بچوں نے اپنے آپ کو باقاعدہ جماعت کی خدمت میں پیش کرنا ہے۔ ایسی تربیت سے بچوں کو یہ پتہ ہونا چاہئے۔ تعلیم کے ہر مرحلے پر اُن کو توجہ دلائیں۔ اور پھر وقفِ نَو کا جو شعبہ ہے اُس سے رہنمائی بھی حاصل کریں۔ اپنی تعلیم کے بارے میں بچوں کو پوچھنا چاہئے کہ اب ہم اس سٹیج پر پہنچ گئے ہیں کیا کریں؟ اور اگر اُس نے بقیہ صفحہ 13 پر

ہر شہیدِ احمدیت کے نام

نوٹ: خاکسار نے یہ نظم اپنے پیارے بھائی عزیزم ڈاکٹر مہدی علی شہید کی زبانی تحریر کی تھی۔ پھر خیال آیا کہ احمدیت کا ہر شہید ہی میرا اپنا تھا اور وہ اسی بہشت میں ہے جہاں میرا سگا بھائی عزیزم مہدی علی شہید ہے۔ پس خاکسار یہ نظم اپنے ہر شہید احمدیت کی نذر کرتا ہے۔

کچھ ذکر کروں اپنے پیاروں سے میں اپنا
ازلی یہ حقیقت ہے، نہیں کوئی یہ سپنا

جس راہ سے میں گزرا تھا، موعود تھی جنّت
تھا خونِ شہادت مرا فردوس کی رنگت

لینے کو قدم آئے تھے واں جنّتی میرے
اک بزمِ مزیّن میں تھے فضلوں کے بسیرے

ہے مدح بھری ولیوں کی وہ تسبیح، وہ تحمید
رس گھولتی کانوں میں سریلی سی وہ تمجید

اک سمت میں کوثر کا ہے اک حوض چمکتا
پانی ہے کہ اک قلزمِ انوار دمکتا

اک گھونٹ پیا، نور سا، یوں اترا بدن میں
دل حمد سے لبریز ہوا، شکر ہے من میں

اِستبرق و سندس میں وہ کمخواب پہ سونا
خوابیدہ سے رنگوں میں طلوعِ صبح کا ہونا

انگور کے، رُمّان کے، ریحان کے باغات
اِس لذّتِ اثمار کی ہے اور ہی کچھ بات

ہے عسلِ مصفّٰی کا تلذّذ بھی انوکھا
اور شربتِ کافوری کا بھی ذائقہ چوکھا

اور دودھ کی نہروں کی وہ پاکیزہ غذائیں
عرفانِ الٰہی سے معطّر ہیں فضائیں

خوش رنگ پرندوں سے بھرا رہتا ہے گلزار
پھل ایسے لدے، گر گئے سجدے میں ہیں اشجار

وِلدان کہ بکھرے ہوئے موتی ہیں چمن میں
آنکھوں کی طراوت بھی ہے جھرنوں کے دمن میں

جنّت میں ہے ہر روح حسیں حور پُر از نور
جب روح کے حرفوں کو پلٹ دیں تو بنے حور

حقدار ہے جنّت کا جو دراصل حسیں ہے
جز روح کی تجسیم کے کچھ حور نہیں ہے

میں نے جو رضا پائی ہے فردوسِ خدا میں
ویسی نہیں شے کوئی بھی اس ارض و سما میں

احمدؑ کی قدم بوسی سے ہے سر پہ مرے تاج
یہ عجز کا انعام ہے جو مجھ کو ملا آج

محبوبِ خداؐ میری نہیں آنکھوں سے اوجھل
خوشبختی کو میں چومتا رہتا ہوں مسلسل

موسیٰؑ نے بھی جس جلوے کو چاہا تھا سرِ طور
اس جلوے کے دیدار سے ہر روح ہے مسحور

ہر لحہ میسر مجھے رحمٰن کا دیدار
یہ اس کا کرم ہے کہ ملا مجھ کو مرا یار

اس دنیا سے اٹھا ہوں، جہاں کون رہا ہے
اس عالمِ فانی میں سدا کون جیا ہے

میں زندہ تھا، زندہ ہوں، میں زندہ ہی رہوں گا
رضوانِ خدا کے گھنے سائے میں جیوں گا

اے میرے عزیزو! نہ جدائی سے دکھی ہو
میری تو دعا یہ ہے کہ ہر کوئی سکھی ہو

ہادی علی چوہدری۔ کینیڈا

اداریہ

اِنِّیْ حِمَی الرَّحْمٰنِ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

میں خدا کی باڑ ہوں

یہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے جو 12دسمبر 1903ء کو ہوا۔ اس عربی الہام کا ترجمہ جو ملفوظات میں درج ہے یہ ہے کہ ’’میں خدا کی باڑ ہوں‘‘ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’یہ خطاب میری طرف ہے۔‘‘ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعداء طرح طرح کے منصوبے کرتے ہوں گے۔ ایک شعر بھی اس مضمون کا ہے۔

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغبان بترس کہ من شاخ مثمرم

(ملفوظات جلد 6صفحہ 213 ایڈیشن 1984ء)

مندرج بالا فارسی شعر کا ترجمہ یوں ہے کہ

اے وہ شخص! جو میری طرف سینکڑوں کلہاڑے لے کر دوڑ رہا ہے باغبان سے ڈر کہ میں ایک باثمر شاخ ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کاپی الہامات کے صفحہ 21 پر اس الہام کا اردو ترجمہ ’’میں ہوں خدا کی چراہ گاہ‘‘ بھی تحریر فرمایا ہے۔

باڑ جس کو انگریزی میں Fence کہتے ہیں۔ اور یہ جنگلہ، احاطہ، چار دیواری کے معنوں میں آتا ہے جو حفاظت کی غرض سے بنائی جاتی ہے۔ ہمارے ملک کے سرائیکی ایریا کے شہروں میں بھیڑ بکریوں کی حفاظت کے لئے جو جگہ بنائی جاتی ہے اسے باڑی بولتے ہیں۔ دراصل پرانے زمانے میں جب چار دیواری کا رواج یا شعور نہ تھا اور نہ ہی لوگوں میں چار دیواری کرنے یا کروانے کی سکت ہوا کرتی تھی اور نہ ہی چوری چکاری کا خطرہ ہوتا تھا۔ تو گھر والے اپنے مکانوں کے باہر مختلف پودوں کی باڑ لگا لیا کرتے تھے۔ میں نے اپنے بچپن میں کراچی اور راولپنڈی میں سرکاری کوارٹرز کے باہر اسی طرح کی باڑیں لگی دیکھی تھیں۔ جو پردے کے کام بھی آجایا کرتی تھیں اور گھروں سے باہر نکل کر اہل خانہ کھلی فضا میں بیٹھ بھی لیا کرتے تھے اور راہ چلتے شخص سے پردہ یا اوٹ بھی بن جایا کرتی تھی۔ بعض کسان اپنے کھیتوں کے اردگرد ایک ہی قسم کے درختوں کو اگا کر باڑ بنا لیتے ہیں۔ فوج میں سپاہیوں اور فوجیوں کی باہر کی اطراف میں صف بندی کو بھی باڑ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

یہ معنی روحانی معنوں میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ احادیث میں نوافل کو اصل نماز کے لئے باڑ قرار دیا ہے۔ مفہوم اس کا یہ ہے کہ نمازوں میں کمی اور سستی کو نوافل کے ذریعہ دُور کیا جا سکتا ہے۔

زیر نظر موضوع میں اللہ تعالیٰ نے ماموریِ زمانہ اور اس دَور کے فرستادہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کو الہام فرمایا کہ

’’میں رحمان خدا کی باڑ ہوں‘‘ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا ’’یہ خطاب میری طرف ہے‘‘

تین معانی

اس الہام کے تین معنی لیے جا سکتے ہیں۔

1: میں رحمان خدا کی باڑ ہوں یعنی اللہ رحمان کی ذات پاک پر ہونے والے حملوں کے دفاع کے لئے مجھے باڑ قرار دیا گیا ہے۔ کہ اس آخری دور میں دہریت کا اثر و رسوخ بڑھے گا اور خدا پر حملے ہوں گے جن کے دفاع اور جواب کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پلیٹ فارم ایک مضبوط پلیٹ فارم ثابت ہو گا۔ اور آج بفضل اللہ تعالیٰ دربار خلافت سے، ایم ٹی اے کے ذریعہ، روزنامہ الفضل آن لائن و دیگر اخبارات و رسائل اور علماء و مربیان اور مبلغین کی تقاریر، خطبات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اعلیٰ مرتبت دنیا بھر میں نہ صرف بیان ہو رہی ہے بلکہ اللہ اکبر کی صدائیں چاروں اطراف میں بلند سے بلند تر ہوتی جا رہی ہیں اور کلیساؤں کے علاقوں میں تثلیث کے خلاف احمدی میدان عمل میں برسر پیکار ہیں۔

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوِدَاع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نِثار

2: میں رحمان خدا کی باڑ ہوں کے دوسرے اہم معنی یہ بنتے ہیں کہ جو میری باڑی میں داخل ہو گا وہ شر پسندوں اور غیروں سے الگ سے محفوظ ہو گا اور برائیوں و گناہوں سے بھی حفاظت میں آئے گا۔ اس مضمون کو اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ لفظ کشتی نوح میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ جو اس دَور کے نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہو گا وہ محفوظ رہے گا۔

ہم نے جماعت احمدیہ کی 132سالہ تاریخ کا مشاہدہ کیا ہے۔ مخالفین و معاندین نے اس جماعت کو ختم کرنے کی انتہا درجے کوششیں کیں۔ انفرادی مخالفت، مذہبی جتھوں میں تبدیل ہوئی۔ بعض جگہوں پر سیاست دانوں، صحافی برادری، اینکر حضرات سول سوسائٹی کے ممبران کے علاوہ حکومتی سطح پر بھی مخالفت جماعت احمدیہ کو جھیلنی پڑی۔ غیر مسلم کہلائے گئے۔ ہمارے پیاروں کو اپنی قیمتی جان سے ہاتھ دھونا پڑا۔ سینکڑوں بے گناہوں کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے بند کر دیا گیا، ہماری آواز دبائی گئی۔ ہماری تبلیغ کو روکا گیا، ہمارے پریس و اخبارات کی اشاعت بند کر دی گئی۔ ہمارے احمدیوں کی جائیدادوں کو اپنی متاع اور مال سمجھ کر لوٹا گیا۔ جائیدادوں کو آگ لگائی گئی۔ زمینوں پر قبضہ کیا گیا۔ مسجدیں گرا دی گئیں یا محراب اور مینارے مسمار کر دئے گئے عبادات کی ادائیگی سے روکا گیا حتّٰی کہ وفات یافتہ احمدی بھی ان ظالموں کے ہاتھوں محفوظ نہ رہے۔ قبروں سے نکال کر ان کی عزت کو پامال کرنے کی کوشش کی گئی۔ قبرستانوں میں کتبوں کو مسمار کیا گیا جن پر عربی عبارات لکھی تھیں۔ ان امور میں بعض جگہوں پر حکومتی مشینری نے بھی ساتھ دیا یا پشت میں رہ کر سہولت کار بنے رہے۔

مگر ان تمام ہتھکنڈوں کے استعمال کے باوجود کیا احمدیوں کی تعداد میں کمی ہوئی؟ کیا 1953ء کی مخالفت، کیا 1974ء میں احمدیوں کے خلاف غیر اسلامی طریق کا استعمال اور کیا 1984ء میں اس وقت کے جنرل کی طرف سے ناانصافی پر مبنی آرڈیننس کی پابندیاں جماعت کی ترقی روک سکیں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ جماعت پہلے سے بڑھ کر ایک نئی آن بان شان اور عزت و آبرو کے ساتھ دنیا بھر میں اُبھری اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی اتنی بارش برسی کہ دنیا کے چاروں کونوں میں پھیلتی چلی گئی۔ پاکستان میں جن احمدیوں کے گھر جلائے گئے۔ مویشیوں کو آگ لگائی گئی، زمینوں پر قبضے کر لئے گئے، جن کے عزیزوں کی جانیں چھین لی گئیں۔ آج وہ پاکستان سے ہجرت کے بعد دنیا کے کونوں میں پھیل گئے ہیں اور لاکھوں کروڑوں میں کھیل رہے ہیں۔ ان کی آمدنیوں میں بے انتہا اضافہ کی وجہ سے جماعت کے چندوں میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ اور ان کی رقوم پاکستان میں مسمار کی گئی مسجدوں کی جگہ دنیا بھر میں مساجد کی تعمیر میں صرف ہو رہی ہیں۔ خاکسار جب اسلام آباد، پاکستان میں مربی ضلع کے فرائض سرانجام دے رہا تھا تو خاکسار نے خطوط کے ذریعہ نام نہاد صحافی حامد میر اور ربوہ میں جماعت کی مخالفت کے لئے متعین مولوی اللہ یار کو الگ الگ وقتوں میں مشورہ دیا تھا کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت کرنا ترک کر دو۔ آپ لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے ہزاروں احمدی پاکستان چھوڑ کر دنیا بھر میں آباد ہو گئے ہیں۔ لیکن ان مخالفین کے کان پر جوں تک نہیں رینگی اور آج ان کا چراغ معدوم ہوتا جا رہا ہے اور ان ہجرت کرنے والے احمدیوں کی آمدنی میں غیر معمولی اضافہ سے جماعت مستحکم ہو رہی ہے۔

یہ وہ انعامات ہیں جو اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ پر من حیث الجموعی اور انفرادی طور پر ہر فردِ جماعت پر نازل کرتا چلا جا رہا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام، ہم سب احمدیوں کے لئے محفوظ ترین باڑ ثابت ہو رہے ہیں۔

اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اور جگہ پر یوں بیان فرمایا ہے کہ

ایک طوفان ہے خدا کے قہر کا جوش میں
نوحؑ کی کشتی میں جو بیٹھے وہی ہو رستگار
صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار
پشتیٔ دیوار دیں ہوں، مامن اسلام ہوں
نا رسا ہے دستِ دشمن تا بحدّ این جدار

آپؑ فرماتے ہیں

’’میں اس زمانے کا حصن حصین (مضبوط قلعہ۔ ناقل) ہوں۔ جو میرے میں داخل ہو گا وہ چوروں اور درندوں اور قزاقوں سے اپنی جان بچائے گا مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔‘‘

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3صفحہ 34)

3: اس الہام کے الفاظ کہ ’’میں خدا کی باڑ ہوں‘‘ کے تیسرے معنی کی تشریح خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس الہام کو بیان کرتے ہوئے یوں کر دی کہ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعداء طرح طرح کے منصوبے کر رہے ہوں گے۔ ان اعداء کو مخاطب ہو کر اس شعر میں لکھتے ہیں کہ جو بھی سینکڑوں کلہاڑے لے کر مجھے نقصان پہنچانے کے لئے میری طرف دوڑ رہا ہے اُسے یاد رکھنا چاہئے کہ میں اس سرسبز لہلاتے باغ میں سے ایک درخت کی باثمر شاخ ہوں جس کا باغبان خود خدا تعالیٰ ہے۔

ہم یہ امر روزانہ ہی مشاہدہ کرتے ہیں بالخصوص پاکستان اور دیگر ایشیائی ممالک میں کہ باغات، باغیچوں، کیاریوں اور گھروں کے اردگرد لگے پھل دار و دیگر درختوں کی حفاظت کے لئے جو مالی (باغبان) رکھے جاتے ہیں وہ ان سے پھل، پھول اور سبزیاں لینے کے لئے ان کی کس قدر حفاظت کرتے ہیں۔ بر وقت پانی دیتے، کھاد اور فرٹیلائزر ڈالتے ہیں، آندھیوں، تیز تند ہواؤں اور طوفانوں سے بچانے کے لئے ان کی باڑ لگاتے ہیں۔ ان کی حفاظت کرتے ہیں۔

روحانی دنیا میں انبیاء، اولیاء اور برگزیدہ بندوں کو گلستانِ اسلام کے سرسبز درخت قرار دیا گیا ہے جن کی حفاظت اور ان کے مذہب کو پروان چڑھانے کے ذرائع وہ خود یعنی اللہ تعالیٰ بطور باغبان نکالتا رہتا ہے۔ جماعت احمدیہ بھی باغ اسلام کا ایک باغیچہ ہے۔ جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود خدا تعالیٰ نے لے رکھی ہے اور جب تک ہم اطاعت اور دیگر نیکیوں کو حرز جان بنائے رکھیں گے اس وقت تک خدا کی غیرت جوش میں رہے گی اور خلافت کی حفاظت فرماتی رہے گی۔ اور جماعت بھی دنیا بھر میں قائم رہے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بھجوائے ہوئے کامل دین کی حفاظت کی خاطر قوموں کو بدل دیا کرتا ہے۔ اللہ نہ کرے ہم پر وہ وقت آئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری قربانیوں کی توفیق بڑھاتا رہے اور اپنے ہاں مقبولیت کی سند دیئے رکھے۔ آمین

(ابوسعید)

عائشہ چودھری۔ جرمنی

سورۃ الصّف، الجمعہ، المنافقون، التغابن اور الطلاق کا تعارف

از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

سورۃ الصّف

یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی اور بسم اللہ سمیت اس کی پندرہ آیات ہیں۔

پچھلی سورت کے آخر پر جس عہد بیعت کا ذکر ہے اس میں صرف مومن عورتوں کی ذمہ داریوں کا ذکر ہی نہیں ہے بلکہ مومن مرد بھی عہد بیعت کے ذریعہ اسی قسم کی روحانی بیماریوں سے اجتناب کا عہد کرتے ہیں۔ پس دونوں کو سورۃ الصّفّ کے آغاز میں یہ تاکید ہے کہ اپنے عہد بیعت میں منافق نہ ہو جانا اور یہ نہ ہو کہ دوسروں کو توصیحت کرتے رہو اور خود اس پر کاربند نہ ہو۔ اگر تم اخلاص کے ساتھ عہد بیعت پر قائم رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے دل ایک دوسرے سے اس طرح پیوستہ کر دے گا کہ تمہیں ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح دشمن کے مقابل پر کھڑا کر دے گا۔

اسی سورت میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کا بھی ذکر ہے جس میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے نام یعنی احمدؐ کا ذکر فرمایا جو جمالی شان کا مظہر ہے۔ احمدؐ کے تعلق میں اس کے بعد جو ذکر ملتا ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جمالی مظہر آخرین کے زمانہ میں پیدا ہوگا۔ اس وقت جو اسلام کی جمالی رنگ کی خدمت کی اس کو اور اس کے متبعین کو توفیق ملے گی وہ نقشہ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ یہ ایک مستقبل کی پیشگوئی ہے۔ چونکہ اس سورت کے آخر پر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کی پیشگوئیوں کا ذکر چل رہا ہے اس لئے جس طرح آپؑ نے یہ اعلان کیا تھا کہ کون ہے جو اللہ کے لئے آپؑ کا مددگار بنے، اُسی طرح لازم ہے کہ دورِ آخرین میں جب دوبارہ یہ اعلان ہو تو تمام وہ سچے مسلمان جو سچے دل سے ان پیشگوئیوں پر ایمان لائے ہیں وہ بھی یہ اعلان کرتے ہوئے مسیح محمدیؐ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں کہ ہم ہر طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی نصرت کے لئے مسیح محمدیؐ کے خدمتِ دین کے کاموں میں اس کے مددگار ہوں گے

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1023)

سورۃ الجمعہ

یہ سورت مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی بارہ آیات ہیں۔

یہ سورت گزشتہ سورت میں مذکور تمام پیشگوئیوں کی جامع ہے اور اس میں جمع کا ہر معنی بیان فرما دیا گیا ہے۔ یعنی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخرین کو اوّلین کے ساتھ جمع کرنے کا موجب بنیں گے اور اپنی جلالی اور جمالی صفات کے جلووں کو بھی جمع فرمائیں گے اور جمعہ کے روز جو مسلمانوں کو ہر ہفتے جمع کیا جاتا ہے اس کا بھی اسی سورت میں ذکر ہے۔

اور اس کے آخر پر یہ پیشگوئی بھی کر دی گئی کہ بعد کے آنے والے مسلمان مال کمانے اور تجارتوں میں مشغول ہو کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ اس آیت کے متعلق بعض علماء کا یہ کہنا کہ گویا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا ہوا کرتا تھا کہ آپؐ کے انتہائی مخلص صحابہ جنہوں نے کبھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطرناک جنگوں میں بھی تنہا نہیں چھوڑا، جب تجارتی قافلوں کی خبریں سنا کرتے تھے تو آپؐ کو چھوڑ کر ان کی طرف بھاگ جایا کرتے تھے۔ یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ پر ایک بہتان ہے۔ یقیناً اس میں آخرین کے دور کے مسلمانوں کا ذکر ہے جو عملاً اپنے دین سے غافل ہو چکے ہوں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام سے کوئی سروکار نہ رکھیں گے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1028)

سورۃ المنافقون

یہ سورت مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی بارہ آیات ہیں۔

اس کا آغاز ہی اس بات سے کیا گیا ہے کہ جس طرح فی زمانہ بعض منافقین قسمیں کھاتے ہیں کہ تُو ضرور اللہ کا رسول ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ واقعۃً تُو اللہ کا رسول ہے مگر اللہ یہ بھی گواہی دیتا ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں۔ اسی طرح آخَرِین کے دور میں مسلمانوں میں سے ایک کثیر تعداد کا یہی حال ہو چکا ہوگا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان کے اظہار میں قسمیں تو کھائیں گے مگر اللہ تعالیٰ اس بات پر گواہ ہوگا کہ وہ محض منہ کی قسمیں کھاتے ہیں اور ایمان کے حقیقی تقاضے پورے نہیں کرتے۔

اسی سورت میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پیدا ہونے والے رئیس المنافقین یعنی عبداللہ بن اُبَی بن سلول کا ذکر آیا ہے کہ کس طرح اس نے ایک غزوہ سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح طور پر انتہائی گستاخی کی تھی یہاں تک کہ اپنے متعلق اہل مدینہ میں سب سے معزز ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے برعکس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق گستاخانہ کلمات کہتے ہوئے یہ دعویٰ کیا کہ وہ مدینہ جانے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ سے نکال دے گا۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے جو کچھ دکھایا وہ اس کے بالکل برعکس تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عفو کا عظیم نمونہ دکھاتے ہوئے، طاقت رکھتے ہوئے بھی اس کو مدینہ سے باہر نہ نکالا اور اس کے مرتے دم تک اس کے لئے استغفار کرتے رہے یہاں تک کہ بالآخر اللہ تعالیٰ نے حکماً منع فرما دیا کہ آئندہ اس کی قبر پر کھڑے ہو کر اس کے لئے دعائے مغفرت نہ کیا کریں۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1032)

سورۃ التغابن

یہ سورت مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی انیس آیات ہیں۔

اس سورت کا آغاز بھی سورۃ الجمعہ کی طرح یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ کے کلمات سے ہوتا ہے۔ اس سورت میں بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کا ذکر فرماتے ہوئے یہ بیان کیا گیا ہے کہ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے اللہ کی تسبیح کر رہا ہے جیسا کہ سب تسبیح کرنے والوں سے بڑھ کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی۔ پس کیسے ممکن ہے کہ مُسَبِّحِ اَعظَم کی جو بھی اہانت کرے اس کو وہ اپنے غضب کا مورد نہ بنائے۔

سورۃ الجمعہ میں آخری دَور میں جس جمع کا ذکر ہے اس کے متعلق یہاں یہ پیشگوئی بھی فرمادی گئی کہ وہ تغابن یعنی کھرے کھوٹے کے درمیان تمیز کا دن ہوگا۔ اس دَور میں جو دین کی اعانت کے لئے کثرت سے مالی قربانی کا دَور ہوگا، تمام مالی قربانی کرنے والوں کو یہ خوشخبری دی جا رہی ہے کہ جو کچھ بھی وہ اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کریں گے اس کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہوئے اس کا بہت عظیم اجر عطا فرمائے گا۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1036)

سورۃ الطلاق

یہ سورت مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی تیرہ آیات ہیں۔

اس کا نام سورۃ الطلاق ہے اور اس میں آغاز سے لے کر آخر تک طلاق کے متعلق مختلف مسائل کا بیان ہے۔

پچھلی سورت سے اس سورت کا مرکزی نقطۂ اتصال یہ ہے کہ اس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسے نور کے طور پر پیش فرمایا گیا ہے جو اندھیروں سے ظلمات کی طرف نکالتا ہے اور یہی وہ نور ہے جو آخَرِین کے زمانہ میں ایک دفعہ پھر آپؐ کی امّت کے ان لوگوں کو اندھیروں سے نکالے گا جو دنیا کے اندھیروں میں بھٹکتے پھر رہے ہوں گے۔ اور اندھیروں سے نکلنے کے مضمون میں فسق و فجور کی زندگی سے نکل کر پاکبازی کی زندگی میں داخل ہونے کا مفہوم بہت اہمیت رکھتا ہے۔ یعنی اعتقادی اندھیروں سے بھی وہ نکالے گا اور عمل کے اندھیروں سے بھی نکالے گا۔ چنانچہ سورۃ الطّلاق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا کہ یہ رسول تو سراپا ذکر ہے اور ذکر ہی کے نتیجہ میں نور عطا ہوتا ہے اور ذکرِ الٰہی کے نتیجہ میں ہی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو یہ عظیم فضیلت عطا فرمائی کہ آپؐ سراپا نور ہو گئے اور اپنے سچے غلاموں کو بھی ہر اندھیرے سے نور کی طرف نکالا۔

اس سورت میں ایک اور ایسی آیت ہے جو زمین و آسمان کے اسرار سے حیرت انگیز طور پر پردہ اٹھاتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے بذاتِ خود اندھیروں سے نکالنے والے تھے، اسی طرح آپؐ پر وہ کلام نازل فرمایا گیا جو کائنات کے اندھیروں سے اور اَسرار سے پردے اٹھا رہا ہے۔ جہاں قرآن کریم میں بارہا سات آسمانوں کا ذکر ہے وہاں یہ بھی فرمادیا گیا کہ سات آسمانوں کی طرح زمینیں بھی سات پیدا فرمائی گئی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کس طرح ان زمینوں پر بسنے والوں پر وحی کا نزول ہوا اور کن کن اندھیروں سے ان کو نجات بخشی گئی۔ سردست کائنات میں جستجو کرنے والے سائنسدانوں کی اس مضمون کے آغاز تک بھی رسائی نہیں ہوئی لیکن جیسا کہ بارہا ثابت ہو چکا ہے قرآنی علوم ایک کوثر کی طرح لامتناہی ہیں اور آئندہ زمانہ کے سائنسدان یقیناً ان علوم کی کسی حد تک اطلاع پائیں گے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1041)

بقیہ: فرمانِ خلیفۂ وقت..... از صفحہ 1

ہے کہ وَاتَّقُوا اللّٰہَ کہ تقویٰ اختیار کرو۔ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیۡمٌ کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جن کو اس قسم کی بدظنیوں کی یا تجسس کی یا غیبت کی عادت ہے اپنے دلوں کو ٹٹولیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف کریں۔ اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی چاہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ احساس ندامت لے کر میرے پاس آؤ گے تو میں تمہاری توبہ قبول کروں گا اور تمہارے ساتھ رحم کا سلوک کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”فساد اس سے شروع ہوتا ہے کہ انسان ظنونِ فاسدہ اور شکوک سے کام لینا شروع کرے۔ اگر نیک ظنّ کرے تو پھر کچھ دینے کی توفیق بھی مل جاتی ہے۔ جب پہلی ہی منزل پر خطا کی تو پھر منزلِ مقصود پر پہنچنا مشکل ہے۔ بدظنی بہت بُری چیز ہے۔ انسان کو بہت سی نیکیوں سے محروم کر دیتی ہے اور پھر بڑھتے بڑھتے یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ انسان خدا پر بدظنی شروع کر دیتا ہے“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 375 جدید ایڈیشن)

(خطبہ جمعہ 5 فروری 2010ء)

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 36

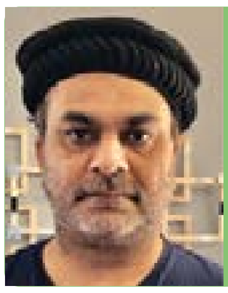

گزشتہ کچھ اسباق سے ہم اردو زبان میں ضمیر Pronoun پر بات کر رہے ہیں۔ آج بھی اس تسلسل میں آگے بڑھتے ہیں۔ ضمیر پر ہم تفصیلی بحث اس لئے کر رہے ہیں کیونکہ ضمائر کا اردو زبان میں ایک اہم اور وسیع کردار ہے۔ اردو ضمائر کے بارے میں جاننا نئے سیکھنے والوں کے لئے تو فائدہ مند ہے ہی اردو جاننے والوں کے لئے بھی فائدہ مند ہے۔

ضمیر اشارہ

اس ضمن میں دو ضمائر ہیں : وہ (دور کے لئے) اور یہ (قریب کے لئے) ۔

مثال: وہ لوگ یا یہ۔ تمہیں وہ پسند ہے یا یہ۔ وہ دیکھو۔ یہ دیکھو

جب فقرے میں حروفِ ربط Prepositions آجائیں تو وہ بدل کر اُس ہوجاتا ہے اور یہ بدل کر اِس ہوجاتا ہے اور جمع میں وہ بدل کر اُن اور یہ بدل کر اِن ہوجاتا ہے۔

اُس انسان کی بات مت سنو۔ اس مثال میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کی جو ایک حرف ربط ہے اُس نے وہ کو اُس میں بدل دیا ہے۔

اِس ٹرین سے کبھی سفر نہ کرنا۔ یہاں حرف ربط سے کی وجہ سے یہ بدل کر اِس ہوگیا۔

وہ لوگ جو احتجاج کر رہے ہیں اور توڑ پھوڑ کر رہے ہیں اُن کی پیروی کبھی مت کرنا۔ یہاں فاعل جمع ہے یعنی ایک سے زائد لوگ ہیں اس لئے وہ بدل کر اُن ہوگیا۔

جہاں جہاں سے یہ گاڑیاں گزرتی ہیں اِن کا دھواں فضا میں پھیل جاتا ہے۔ اس مثال میں بھی جن کی بات ہورہی ہے یعنی گاڑیاں وہ جمع ہیں اس لئے یہ بدل کر اِن ہوگیا۔

یہ کسی مخصوص چیز یا شخص کا تعین کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

یہ ہے وہ کتاب جو میں ڈھونڈ رہا تھا۔ کیا یہ شخص میری مدد کرے گا (اس طرزِ بیان میں حیرت اور طنز موجود ہے)۔ عدالت میں مقدمہ چل رہا ہے جس کا تعلق اس واقعہ سے ہے۔ یہاں یہ بدل کر اِس ہوگیا کیونکہ حرف ربط سے استعمال ہوا ہے۔

ضمیر تنکیر

سب سے پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ تنکیر کیا ہے۔ تنکیر کا مطلب ہے کسی چیز کو نام کو یا اسم کو نکرہ Common بنانا۔ کسی چیز میں عمومیت Generality پیدا کرنا۔ اب دیکھتے ہیں کہ ضمیر تنکیر کیا ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ وہ ضمیر pronoun، جو کسی نامعلوم unknown اسم کی جگہ آئے ضمیر تنکیر کہلاتی ہے۔ ضمائر تنکیر pronouns that make things general دو ہیں۔ کوئی اور کچھ۔

کوئی عام طور پہ انسانوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کیا اندر کوئی ہے؟ میں آواز دے رہا ہوں اور کوئی جواب نہیں دیتا۔ دروازے کے باہر کوئی بیٹھا ہوا ہے۔ دیکھو کوئی رو رہا ہے۔ پس آپ نے دیکھا کہ ان تمام مثالوں میں کسی ایسے شخص کی بات ہورہی ہے جس کے بارے میں علم نہیں کے کون ہے۔

کوئی اور حرفِ ربط

جب جملے میں کوئی کے بعد حرفِ ربط Preposition آجائے تو کوئی بدل کر کسی بن جاتا ہے۔

دیکھو کسی نے دستک دی ہے۔ یہاں نے حرفِ ربط ہے۔ کسی کو علم ہے کہ کل کیا واقعہ پیش آیا۔ یہاں کو حرفِ ربط ہے۔ یہ کتاب کسی کے پاس نہیں۔ یہاں کے حرفِ ربط ہے۔

ضمائر موصولہ اور ضمائر تنکیر

بعض صورتوں میں ضمائر موصولہ یعنی جو، جس وغیرہ ضمائر تنکیر یعنی کوئی، کچھ وغیرہ کے ساتھ مل کر آتی ہیں۔ مثالیں دیکھتے ہیں۔

جس کسی سے کہتا ہوں وہ میری بات نظر انداز کر دیتا ہے۔ جس کسی نے بھی سوال کرنا ہے ہاتھ بلند کرے۔ ان دونوں مثالوں میں ضمیر موصولہ (جس) ضمیر تنکیر (کسی) کے بعد حرفِ ربط آیا ہے اس لئے کوئی بدل کر کسی ہوگیا ہے۔ مزید مثالیں دیکھتے ہیں۔ جو کوئی میرا سامان تلاش کرے گا اسے انعام دیا جائے گا۔ یہاں حرفِ ربط نہیں ہے اس لئے کوئی استعمال ہوا ہے۔ جو کچھ بھی ہوا اسے بھول جاؤ اور ایک نئے عزم کے ساتھ آگے بڑھو۔

کچھ دوسری ضمیر تنکیر ہے جو چیزوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مثالیں دیکھتے ہیں۔ اس برتن میں کچھ ہے یا نہیں۔ خاموش کیوں بیٹھے ہو کچھ بتاؤ تو سہی کیا بات ہے۔ کل وہاں کچھ ہوا ضرور ہے۔ آپ کچھ تو چھپا رہے ہیں۔ میرے پاس کچھ کتابیں ہیں۔ جانے آپ کے ذہن میں کیا کچھ ہے۔

جب کوئی اور کچھ کی تکرار آئے یعنی دو بار اکٹھے آئیں تو بات میں خاص زور پایا جاتا ہے مگر معنی تھوڑی چیز کے ہوتے ہیں۔ مثالیں دیکھتے ہیں۔

عینک کے بغیر مجھے بس کچھ کچھ نظر آتا ہے۔ یہاں زور نظر آنے پہ ہے جو بہت کم ہے۔ یعنی نظر آتا ہے مگر بہت کم۔

دنیا میں کوئی کوئی انسان ایسا بھی ہوتا ہے جو کبھی ہمت نہیں ہارتا۔ اس درخت کا کوئی کوئی پھل میٹھا بھی ہے۔

سب مکانات پرانے نہیں ہیں کوئی کوئی نئے بھی ہیں۔ اگرچہ بولنے والے طوطے نایاب ہیں مگر کسی کسی کے پاس اب بھی ہیں۔ یہاں کوئی کوئی بدل کر کسی کسی ہوگیا کیونکہ حرفِ ربط کے استعمال ہوا ہے۔ مزید دیکھیں۔

اگرچہ بہت حد آرام آگیا ہے مگر کچھ کچھ درد ابھی بھی باقی ہے۔

نفی کے ساتھ

نفی کے ساتھ بھی یہ ضمیریں دو بار آتی ہیں۔ جیسے میرا دل کہہ رہا ہے کہ کچھ نہ کچھ ہوا ضرور ہے۔ یہاں خدشے اور لاشعوری طور پہ پیدا ہونے والے خوف کا ذکر ہے۔ پھر یہ مصرعہ دیکھیے۔ ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا۔ یعنی اگر اچھا نہیں ہوگا تو برا ہوجائے گا مگر قانون قدرت ہے کہ زمانہ ہر وقت بدل رہا ہے اور دنیا کی تخلیق کا عمل جاری ہے پس مایوسی کیسی کچھ نہ کچھ تو بہر حال ہوگا۔ اچھا یا برا۔ حق میں یا مخالف۔ پورا شعر مرزا غالب کا اس طرح ہے۔ رات دن گردش میں ہیں سات آسماں۔ ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

گردش: تغیر مستقل تبدیلی ہوتے رہنا

سات آسماں: زمانہ، وقت

کچھ نہ کچھ: لازمی نتائج جو مستقل تبدیلی کے باعث بہر حال ظاہر ہو کر رہیں گے۔

کوشش کر کے دیکھتے ہیں کسی نہ کسی کے پاس یہ کپڑا مل ہی جائے گا۔

عربی الفاظ بعض اور بعضے بھی ضمیر تنکیر کا کام دیتے ہیں۔ ضمائر تنکیری دوسرے ضمائر کے ساتھ مل کر مرکب In combination بھی آتے ہیں جیسے جو کوئی، جس کسی، کوئی اور، ہر کوئی، جو کچھ، اور کچھ، سب کچھ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میرا دعویٰ یہ ہے کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی جو آج سے قریباً انیس سو سال پیشتر ناصرہ کی بستی میں پیدا ہوا تھا وہ اپنی طبعی موت سے مر گیا اور مسیح موعودؑ جس کا خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا وہ میں ہوں۔ میرے مخالفوں کا یہ خیال ہے کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی زندہ آسمان پر چلا گیا ہے اور انسان ہو کر بھی وہاں حوائج بشری سے بے نیاز ہوگیا ہے اور کسی دوسرے وقت وہی آسمان سے فرشتوں کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوگا۔ خدا تعالیٰ اس کو قبول نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فعل اور اپنی تائیدوں سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ دعویٰ ایک خیالی اور وہمی دعویٰ ہے۔ خدا کے پاک کلام میں اس کا اظہار نہیں ہوا اور نہ اس دعویٰ کے کرنے والوں کو خدا نے میرے مقابل ساوی تائیدوں سے کامیاب کیا اور نہ عقل صحیح نے ان کا ساتھ دیا۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 197 ایڈیشن 2016ء)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

دعویٰ: Claim/belief/thesis اعلان کرنا، دلیل دینا، ثبوت پیش کرنا موقف، عقیدہ، نظریہ۔

مسیح ابن مریم: حضرت مریم کا بیٹا مسیح یعنی حضرت عیسیٰؑ۔

اسرائیلی نبی: وہ نبی جو قوم اسرائیل میں مبعوث ہوا۔ اس وقت اسرائیل نام کا ایک ملک بھی ہے لیکن یہاں مراد قوم اسرائیل ہے۔

ناصرہ کی بستی: Nazareth کا اردو نام، زمانہ قدیم میں ایک گاؤں اور موجودہ زمانہ میں اسرائیل کا ایک شہر۔

طبعی موت: وفات پا جانا Natural death

حوائج بشری: حاجت کی جمع یعنی ضرورت، بشر یعنی انسان، جیسے بھوک پیاس، بول و براز وغیرہ

بے نیاز: ضرورت نہ ہونا۔

فعل اور تائیدات: actions and supports

خیالی اور وہمی دعویٰ: An imaginary and superstitiously unreasonable thesis or belief

سماوی تائیدات: Heavenly support

قمر احمد ظفر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ مؤرخہ 17؍دسمبر 2021ء

بصورت سوال و جواب

سوال: حضرت ابوبکرؓ کے والد ابوقُحافہ نے اُن سے کہا کہ اَے میرے بیٹے! مَیں دیکھتا ہوں کہ تم کمزور لوگوں کو آزاد کرا رَہے ہو، اگر تم ایسا کرنا چاہتے ہو جو تم کر رہے ہو تو تم طاقتور مردوں کو آزاد کرواؤ تا کہ وہ تمہاری حفاظت کریں اور وہ تیرے ساتھ کھڑے ہوں۔ اِس پر آپؓ نے کیا جواب دیا؟

جواب: اَے میرے پیارے باپ! مَیں تو محض اللہ عزّ وجل کی رضا چاہتا ہوں۔

سوال: بقول بعض مفسّرین علامہ قرطبیؒ اور علامہ آلوسیؒ وغیرہ کون سی آیات اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کے مذکورہ بالا عمل کی وجہ سے آپؓ کی شان میں نازل فرمائی ہیں؟

جواب: سُورۃ الّیل کی آیات 6تا22

سوال: جب مسلمان بڑھ گئے اور اسلام ظاہر ہوگیا تو کفّارِ قریش اپنے اپنے قبائل میں سے اُن لوگوں کو سخت اذیّتیں اور تکلیفیں دینے لگے جو اُن میں سے ایمان لا چکے تھے، اِس سے اُن کا مقصد کیا تھا؟

جواب: وہ اُنہیں اُن کے دین سے پِھرا دیں۔

سوال: مذکورہ بالا تناظر میں رسول اللہؐ نے مؤمنوں سے فرمایا کہ تم لوگ زمین میں بکھر جاؤ، یقیناً اللہ تم لوگوں کو اکٹھا کر دے گا۔صحابہؓ نے عرض کیا! ہم کس طرف جائیں، اِس پر آپؐ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: اِس طرف اور آپؐ نے اپنے ہاتھ سے حبشہ کی سرزمین کی طرف اشارہ فرمایا۔ یہ رجب سنِ 5؍ نبویؐ کی بات ہے، آنحضرتؐ کے ارشاد پر گیارہ مَردوں اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

سوال: مسلمانوں کے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد کن کو اِیذاء پہنچائی گئی جس پر اُنہوں نے بھی حبشہ کی طرف ہجرت کا اِرادہ کیا؟

جواب: حضرت ابوبکر صدّیقؓ

سوال: حضرت ابوبکرؓ ہجرت کی غرض سے حبشہ کی طرف چل پڑے جب وہ برک الغماد مقام پر پہنچے تو اُنہیں کون مِلا؟

جواب: ابن الدّغنہ ؍ سردار قارہ قبیلہ

سوال: ابن الدّغنہ نے پوچھا، اَے ابوبکر! کہاں کا قصد ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا! میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے اور مَیں چاہتا ہوں کہ زمین میں چلوں پِھروں اور اپنے ربّ کی عبادت کرتا رہوں۔ اِس پر اُس نے کیا کہا؟

جواب: تمہارے جیسا آدمی خود وطن سے نہیں نکلتا اور نہ اُسے نکالا جانا چاہیئے تم تو وہ خوبیاں بجالاتے ہو جو معدوم ہو چکی ہیں اور تم صلۂ رحمی کرتے ہو، تھکے ہاروں کے بوجھ اُٹھاتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو اور مصائبِ حقّہ پر مدد کرتے ہو۔ پھر اُس نے کہا! مَیں تمہیں اپنی پناہ میں لیتا ہوں واپس چلو اور اپنے وطن میں ہی اپنے ربّ کی عبادت کرو۔

سوال: ابن الدّغنہ کے کفّار قریش سے ملنے اور حضرت ابوبکرؓ کے مذکورہ بالا مناقبِ عالیہ کے اُن سے تذکرہ پر اُنہوں نے اُس کی پناہ منظور کر لی اور آپؓ کو اَمن دیا نیز اُسے کیا کہا؟

جواب: ابوبکر سے کہو کہ وہ اپنے ربّ کی عبادت اپنے گھر میں ہی کیا کرے، وہیں نماز پڑھے اور جو چاہے پڑھے لیکن ہمیں اپنی عبادت اور قرآن پڑھنے سے تکلیف نہ دے اور بلند آواز سے نہ پڑھے کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہمارے بیٹوں اور ہماری عورتوں کو گمراہ کر دے گا۔

سوال: کس کیفیّت نے قریش کے مشرک سرداروں کو پریشان کر دیا تھا؟

جواب: کچھ عرصہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو خیال آیا تو اُنہوں نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد یعنی نماز پڑھنے کی جگہ بنالی اور کھلی جگہ میں نکلے، وہیں نماز بھی پڑھتے اور قرآنِ مجید بھی اور اُن کے پاس مشرکوں کی عورتیں اور بچے جھمگٹا کرتے، وہ تعجب کرتے (یعنی حضرت ابوبکرؓ کو دیکھ کر تعجب کرتے) اور حضرت ابوبکرؓ کو دیکھتے کہ وہ بہت ہی رونے والے آدمی تھے، جب قرآن پڑھتے تو اپنے آنسوؤں کو نہ تھام سکتے۔

سوال: ابن الدّغنہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا آپ کو اِس شرط کا علم ہی ہے جس پر مَیں نے آپ کی خاطر یہ عہد کیا تھا، اِس لیئے یا تو آپ اِس حد تک محدود رَہیں ورنہ میری ذمّہ داری مجھے واپس کر دیں کیونکہ مَیں پسند نہیں کرتا کہ عرب یہ بات سُنیں کہ جس شخص کو مَیں نے پناہ دی تھی اُس سے مَیں نے بدّعہدی کی ہے۔ اِس پر حضرت ابوبکرؓ نے کیا کہا؟

جواب: مَیں آپ کی پناہ آپ کو واپس کرتا ہوں اور اللہ ہی کی پناہ پر راضی ہوں۔

سوال: حضرت ابوبکرؓ نے اپنے صحن میں جو مسجد بنائی تھی اِس کے بارہ میں صحیح بخاری کی شرح عمدۃ القاری میں کیا لکھا ہے؟

جواب: یہ مسجد گھر کی دیواروں تک پھیلی ہوئی تھی اور یہ پہلی مسجد تھی جو اسلام میں بنائی گئی۔

سوال: کفّار کے خدشہ کہ قرآنِ کریم اور حضرت ابوبکرؓ کی رقّت بھری آواز سُن کر لوگ بے دین ہو جائیں گے، اِس حوالہ سے حضورِ انور ایدّہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کیا تبصرہ فرمایا؟

جواب: یہی حال آجکل اَحمدیوں سے بعض مُلکوں میں ہو رہا ہے خاص طور پر پاکستان میں کہ اگر قرآن پڑھتے اور نماز پڑھتے دیکھ لیا اَحمدیوں کو تو بے دین ہو جائیں گے، اِس لیئے بڑی سخت سزائیں ہیں اَحمدی کو نماز اور قرآن پڑھنے پہ۔

سوال: کون بیان فرماتے ہیں کہ جب قریش آنحضرتؐ کی اِیذاء رسانی پر متفق ہو گئے اور اُنہوں نے ایک دستاویز لکھی تو حضرت صدّیقؓ اُس تنگی کے زمانہ میں آنحضرتؐ کے شریکِ حال رہے لہٰذا اِس واقعہ کے بارہ میں ابو طالب نے یہ شعر کہا ہے۔

وَ ھُمْ رَجَّعُوْا سَھْلَ ابْنَ بَیْضَاءَ رَاضِیًا
فَسُرَّ اَبُوْ بَکْرٍ بِھَا وَ مُحَمَّدٗ

اور اُنہوں نے سہل بن بیضاء کو خوش کرتے ہوئے واپس بھیجا تو اِس پر ابوبکرؓ اور محمدؐ خوش ہو گئے؟

جواب: حضرت شاہ ولی اللہؒ

سوال: کون ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ابوبکر صدّیقؓ نے ابوجہل سے شرط لگائی اور قرآنِ شریف کی وہ پیشگوئی مدارِ شرط رکھی کہ الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۙ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِہِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ ۙ فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ (الرّوم:2تا5) اور تین برس کا عرصہ ٹھہرایا تو آپؐ پیشگوئی کی صورت کو دیکھ کر فی الفور دُور اندیشی کو کام میں لائے اور شرط کی کسی قدر ترمیم کرنے کے لیئے ابوبکر صدّیقؓ کو فرمایا اور فرمایا کہ بِضۡعِ سِنِیۡنَ کا لفظ مجمل ہے اور اکثر نو برس تک اطلاق پاتا ہے؟

جواب: سیّدنا حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہِ الصّلوٰۃ والسّلام

سوال: حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا کہ وہ اپنے آپؐ کو عرب قبائل کے سامنے پیش کریں تو آپؐ اِس غرض سے نکلے، مَیں اور حضرت ابوبکرؓ بھی آپؐ کے ہمراہ تھے۔ ہم ایک مجلس میں پہنچے جس میں سکینت اور وقار تھا، وہ لوگ بلند مقدرت والے اور ذی وجاہت تھے۔حضرت ابوبکرؓ نے اُن سے پوچھا! تم لوگ کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ اُنہوں نے کہا! ہم بنو شَیْبان بن ثَعْلَبہ میں سے ہیں۔ اِس پر حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے رسولِ کریمؐ کی طرف متوجّہ ہو کر کیا کہا؟

جواب: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! اِن کی قوم میں اِس سے بڑھ کر کوئی اور معزز نہیں، اِن لوگوں میں مفروق بن عَمرو، مُثَنّٰی بن حارثہ، ہانی بن قبیصہ اور نعمان بن شریک تھے۔

سوال: رسول اللہؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَ الۡاِحۡسَانِ وَ اِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی وَ یَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ وَ الۡبَغۡیِ ۚ یَعِظُکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ (النّحل:91) یعنی یقیناً اللہ عدل کا اور احسان کا اور اقرباء پر کی جانے والی عطاء کی طرح عطاء کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے منع کرتا ہے، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم عبرت حاصل کرو۔ یہ کلام سننے کے بعد مفروق نیز مُثَنّٰی نے کیا کہا؟

جواب: مفروق نے کہا! اَے قریشی بھائی، اللہ کی قسم! آپؐ نے اعلیٰ اخلاق اور اچھے کاموں کی طرف بلایا ہے۔ یقیناً ایسی قوم سخت جھوٹی ہے جس نے آپؐ کی تکذیب کی اور آپؐ کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کی۔؛ مُثَنّٰی نے کہا! ہم نے آپؐ کی بات سنی، اَے میرے قریشی بھائی! آپؐ نے بہترین گفتگو کی اور جو باتیں آپؐ نے کہیں اُنہوں نے مجھے متعجب کیا لیکن ہمارا کسریٰ کے ساتھ ایک معاہدہ ہے کہ نہ ہم کوئی نیا کام کریں گے اور نہ کوئی نیا کام کرنے والے کو ہم پناہ دیں گے اور غالبًا جس چیز کی طرف آپؐ ہمیں بُلا رہے ہیں یہ اُن میں سے ہے جسے بادشاہ بھی ناپسند کرتے ہیں۔

سوال: بمطابق ایک روایت رسولِ کریمؐ نے یہ فرمایا! تمہارا کیا خیال ہے اگر تھوڑی سی مدّت میں اللہ تعالیٰ تمہیں اِن یعنی کسریٰ کی سرزمین اور مُلک کا وارث بنادے اور اُن کی خواتین تمہارے قبضہ میں آجائیں تو کیا تم اللہ کی تسبیح و تقدیس کرو گے؟ یہ سُن کر اُس (مُثَنّٰی) نے کہا! اِلٰہی ہم تیار ہیں۔ خدا کی قدرت کے تحت آنحضرتؐ کی یہ بات حرف بہ حرف کیسے پوری ہوئی؟

جواب: وہی مُثَنّٰی جو اُس وقت کسریٰ کی طاقت سے اتنا مرعوب تھا کہ اُس کی ناراضگی کے ڈر سے اسلام قبول کرنے سے ہچکچا رہا تھا کچھ ہی دیر بعد حضرت ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت میں اِسی کسریٰ سے مقابلہ کرنے والی اسلامی فوج کے سپہ ٔسالار یہی حضرت مُثَنّٰی بن حارثہ ہی تھے جنہوں نے کسریٰ کی کمر توڑ کر رکھ دی اور آنحضرتؐ کی بشارتوں کے مصداق بنے۔

سوال: حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے افغانستان اور پاکستان کے اَحمدیوں نیز مجموعی طور پر دنیا کے لیئے کیا دعائیہ تحریک فرمائی؟

جواب: آج مَیں افغانستان کے اَحمدیوں کے لیئے دعا کے لیئے بھی کہنا چاہتا ہوں، بہت تکلیف میں گزر رہے ہیں، بعض گرفتاریاں بھی ہوئی ہیں۔عورتیں، بچے بڑے پریشان ہیں گھروں میں اپنے۔ جو باہر ہیں مرد، جو گرفتار نہیں ہوئے وہ بھی بے گھر ہوئے ہوئے ہیں کیونکہ خطرہ ہے کہ گرفتاریاں نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے لیئے آسانیاں پیدا فرمائے اور اُن کو اِس مشکل سے نکالے۔ پھر پاکستان کے اَحمدیوں کے لیئے بھی دعا کریں وہاں بھی عمومی طور پر حالات خراب ہی ہوتے ہیں کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی واقعہ ہو جاتا ہے، جو لوگ اَحمدیوں کو تکلیفیں دے رہے ہیں۔ اِسی طرح مجموعی طور پر بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ دنیا کو حضرت مسیحِ موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو پہچاننے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہر شرّ کو ختم کرے اور دنیا اپنے پیدا کرنے والے کی حقیقت کو پہچان لے۔

سوال: خطبۂ ثانیہ سے قبل حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کن پانچ مرحومین کا ذکرِ خیر کیا نیز بعد اَز نمازِ جمعۃ المبارک اُن کی نمازِ جنازہ پڑھانے کا اعلان فرمایا؟

جواب: الحاج مکرم عبدالرحمٰن عینن صاحِب آف گھانا؍ سابق سیکریٹری امورِ عامہ و افسر جلسہ سالانہ ؛ مکرم اذیاب علی محمد الجبالی صاحِب آف اُردن؛ مکرم دین محمد شاہد صاحِب حال مقیم کینیڈا؍ ریٹائرڈ مُربّیٔ سلسلہ؛ مکرم میاں رفیق احمد صاحِب آف ربوہ؍ کارکن دفتر جلسہ سالانہ (ناظم ٹیکنیکل امور) موصوف کے بارہ میں حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ذاتی مشاہدہ کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان فرمایا! یہ مَیں نے بھی دیکھا ہے اِن میں انتہائی شریف النّفس انسان، بڑی عاجزی سے ہر کام کرنے والے اور وفا کے ساتھ اپنا بیعت کا حقّ ادا کرنے والے تھے۔؛ مکرمہ قانتہ ظفر صاحِبہ آف امریکہ ؍ اہلیہ مکرم احسان اللہ ظفر صاحِب (سابق امیر جماعت امریکہ)

محمد عاصم حلیم

حاصل مطالعہ

’’گاہے گاہے باز خواں ایں قصہء پارینہ را‘‘
گزرے ہوئے چند دلچسپ اور سبق آموز واقعات
بے دلائل بے حوالہ بے سند ہیں یہ سب باتیں مگر ہیں مستند

1۔ ذوالقرنین آب حیات کی تلاش میں

’’لکھا ہے‘‘ایک دفعہ حضرت ذوالقرنین آب حیات کی تلاش میں نکلے۔ واپسی سفر میں ایک ایسی قوم سے گزرے جو بہت خوشحال تھی۔ اوران کے گھروں کے آگے قبریں بنی ہوئی تھیں۔ مکانوں میں دروازے نہیں تھے۔اور نہ ان کا کوئی بادشاہ تھا ان میں نہ کوئی امیر تھا نہ فقیر۔ ذوالقرنین نے ان سے پوچھا تمہارے گھروں کے آگے قبریں کیوں ہیں انہوں نے کہا تا کہ موت ہر وقت یاد رہے۔پوچھا مکانوں میں دروازے کیوں نہیں انہوں نے جواب دیا ہمارے شہر میں کوئی چور اور خائن نہیں۔پوچھا تمھارے شہر میں امیر نہیں ہیں ؟انہوں نے کہا ہمارے شہر میں ظالم نہیں ہیں۔سوال کیا تمہارے شہر میں قاضی نہیں؟ جواب ملا ہم آپس میں لڑتے جھگڑتے نہیں ہیں۔ پوچھا تمہارے شہر میں کوئی بادشاہ بھی نہیں؟ جواب ملا ہم میں کوئی زیادتی کرنے والانہیں ہے۔ ان سے پوچھا گیا تم سب لوگوں میں مساوات کس طرح ہے؟انہوں نے کہا کہ ہم ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں جس کے پاس کمی ہو جاتی ہے ہم سب مل کر اسے پورا کر دیتے ہیں۔ ذوالقرنین نے ان سے پوچھا تم میں لڑائی جھگڑا کیوں نہیں ہوتا انہوں نے جواب دیا ہم اپنے نفسوں پر قادر ہیں اور جھوٹ نہیں بولتے اور اپنا مال تقسیم کرتے رہتے ہیں اس لیے ہم میں نہ کوئی امیر ہے نہ غریب۔ ان سے پوچھا گیا تمہاری عمریں کیوں لمبی ہیں؟ جواب ملا ہم کسی کا حق غصب نہیں کرتے اور عدل و انصاف سے رہتے ہیں۔ ان سے پوچھا گیا تمہارے شہر میں قحط کیوں نہیں آتا؟انہوں نے کہا ہم استغفار سے کبھی غافل نہیں رہتے۔اس قوم سے حضرت ذوالقرنین اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے اپنے لئے اس جگہ کو پسند کرلیا اور اپنی باقی زندگی یہیں بسر کر دی۔‘‘

(ماخوذ از ہفت روزہ لاہور نومبر 1986)

2۔لیلۃ القدر کی تلاش

تیرہویں صدی کے مجدد اور 14 ویں صدی میں آنے والے مہدی معہود اور مسیح موعود علیہ السلام کے ارہاص حضرت سیّد احمد شہید بریلویؒ ’’مخزنِ احمدی‘‘!جو آپ کی سوانح پر بڑی مستند کتاب ہے میں لکھا ہے کہ قیام دہلی کے دوران ایک بار رمضان آیا تو اکیسویں شب کو حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اس آخری عشرہ میں کس رات شب بیداری کر کے شب قدر کی سعادت حاصل کی جائے؟ مولانا نے متبسّم ہوکر فرمایا فرزندِ عزیز شب بیداری کا جو روزانہ کا معمول ہے اسی طرح ان راتوں میں بھی عمل کرو۔صرف شب بیداری سے کیا ہوتا ہے !دیکھو چوکیدار اور سپاہی ساری رات جاگتے ہیں مگر اس دولت سے محروم رہتے ہیں۔ اگر تمہارے حال پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے تو شب قدر میں اگر تم سوئے بھی رہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو جگہ دے گا اور ان برکات میں شریک کر دے گا۔

سیّد صاحب یہ سن کر اپنے مسکن پر آگئے اور عادت کے مطابق شب بیداری کا معمول رکھا۔ ستائیسویں شب کو آپ نے چاہا کہ ساری رات جاگوں اور عبادت کروں مگر عشاء کی نماز کے بعد کچھ ایسا نیند کا غلبہ ہوا کہ آپ سو گئے۔تہائی رات کے قریب دو شخصوں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر جگایا آپ نے دیکھا کہ آپ کے داہنے طرف رسول کریم ﷺ اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیقؓ بیٹھے ہیں اور آپ سے فرما رہے ہیں کہ احمد! جلد اُٹھ اور غسل کر۔سیّد صاحب ان دونوں حضرات کو دیکھ کر مسجد کے حوض کی طرف گئے اور باوجودیکہ سردی سے اس کا پانی یخ ہو رہا تھا آپ نے اس سے غسل کیا اور فارغ ہو کر خدمت اقدس ﷺ میں حاضر ہوئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرزند! آج شب قدر ہے یاد الٰہی میں مشغول ہو اور دعا اور مناجات کر و اس کے بعد دونوں حضرات تشریف لے گئے۔

(ازمخزنِ احمدی)

3۔ایک حکایت اور مفید سبق

کہتے ہیں ایک بادشاہ کے زمانہ میں ایک بہت بوڑھے بزرگ آدمی رہتے تھے۔انھوں نے موجودہ بادشاہ کے والد اور دادا کا زمانہ بھی دیکھا تھا۔ ایک دن بادشاہ نے اس بزرگ کو اپنے دربار میں بلایا اور کہا بزرگو!آپ نے میرا زمانہ بھی دیکھا ہے اور میرے والد اور دادا کا زمانہ بھی دیکھا ہوا ہے۔آپ کو ان تینوں ادوار میں کیا فرق نظر آتا ہے۔بزرگ نے کہا حضور! آپ کے دادا کے زمانہ میں ایک دن میں جنگل میں لکڑیاں کاٹ رہا تھا کہ میں نے ایک ڈاکو کو دیکھا جو ایک دُلہن کو اٹھا کر لے جا رہا تھا وہ میرا جوانی کا زمانہ تھا۔ میں نے ڈاکو کا مقابلہ کیا اور اسے زیر کر کے بے ہوش دُلہن کو اپنی جھونپڑی میں لے آیا دلہن نے لاکھوں کا زیور پہنا ہوا تھا مگر اس کے زیوروں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا بلکہ میں اسے ہوش میں لا کر اسے اپنے گھر چھوڑ آیا۔تو حضور یہ آپ کے دادا کا زمانہ تھا۔جب آپ کے والد بادشاہ بنے تو یہ واقعہ یاد آنے پر بجائے خوشی کے مجھے افسوس ہوتا تھا کہ میں نے اس عورت کی عزت اور جان بچائی یہی کافی تھا۔ میں اگر اس کے کچھ زیورات اتار لیتا تو اسے کون سا پتہ چلنا تھا، اپنی باقی عمر آرام سے کٹ جاتی۔تو حضور یہ آپ کے والد کا زمانہ تھا۔اور بادشاہ سلامت اب جب سے آپ صاحب اقتدار ہوئے ہیں جب کبھی یہ واقعہ یاد آتا ہے تو مجھے عورت کی خوبصورتی اور اپنی بیوقوفی پر سخت غصہ آتا ہے کہ کیا عمدہ موقع تھا جو میں نے اپنے ہاتھ سے گنوا دیا۔

(ازروزنامہ نوائے وقت 17 ستمبر 1984)

4۔قضائے آسمانی

کہتے ہیں کہ امیر مہدی کے عہد میں ایک دفعہ سخت قحط پڑا ہر چند کے امیر نے خزانے کا منہ فی سبیل اللہ کھول دیا اور غلّہ کے انبار وقفِ عام کر دیے۔لیکن قحط کی مصیبت کم نہ ہوئی اس سبب سے امیر کو خلقت کی یہ حالت دیکھ کر اپنی جان بھی تلخ معلوم ہوتی۔ نہ پیٹ بھر کر کھانا کھاتے نہ چین سے بچھونے پر سوتے۔ ایک روز بستر پر حیرت اور حسرت زدہ لیٹا ہوا تھا خادم پاس بیٹھا تھا اسے کوئی کہانی سنانے کا کہا کہ دل بہلے اور کچھ غم غلط ہو۔خادم نے کہانی شروع کی کہ ہند کی سرزمین پر ایک شیر رہا کرتا تھا اور سب درندے جنگل کے اس کی خدمت میں حاضر رہتے۔ایک دن لومڑی نے کہا بادشاہ سلامت ہم تیری رعیت ہیں اس لیے بادشاہ پر رعیت کی رعایت لازم اور واجب ہے۔اب مجھے ایک ضروری سفر درپیش ہے اس کے بغیر چارہ نہیں۔مشکل یہ ہے کہ میرا بچہ ہے میں چاہتی ہوں کہ وہ بادشاہ سلامت کے سپرد کر دوں اور کسی دشمن کے چنگل تک نہ پہنچنے پائے شیر نے یہ بات قبول کر لی اور لومڑی اپنا بچہ اس کے حوالے کر کے سفر پر روانہ ہوگئی۔شیر نے اس بچے کو اپنی پیٹھ پر بٹھالیا تا کہ جنگل کا کوئی درندہ اسے گزند نہ پہنچا سکے ایک دن اچانک ایک عقاب اپنا شکار تلاش کرتا ہوا اڑتا پھر رہا تھا اس کی نظر لومڑی کے بچے پر پڑی اور شیر کی پیٹھ پر جھپٹا مار کر لومڑی کے بچے کو لے اڑا۔ جب لومڑی سفر سے واپس آئی تو بچے کو نہ دیکھ کر شیر سے بولی بادشاہ سلامت تم نے تو عہد کیا تھا کہ میں تیرے بچے کی حفاظت کروں گا اب کیا ہوا شیر نے کہا میں نے تو ذمہ داری زمینی جانوروں سے بچانے کی لی تھی لیکن بلائے ناگہانی اگر آسمان سے نازل ہو تو میرا کیا قصور ہے یہ میرا ذمہ نہ تھا۔

امیر نے جب یہ کہانی یہاں تک سنی تو اٹھ بیٹھا اور رو رو کر جنابِ کبریائی میں التجا کرنے لگا کہ الہٰی! جو فتنہ فساد زمین میں اٹھے اسے تو میں رفع کرسکتا ہوں مگر قضائے آسمانی قدرتِ یزدانی میں بندہ ناچیز سے کیا ہو سکتا ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ قحط چند روز میں دور ہوگیا۔

(بحوالہ مخزن الاخلاق منقول از ماہنامہ مصباح نومبر 1995)

5۔حضرت امام غزالیؒ بنام محمد بن ملک شاہ

؎ واعظِ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی
برقِ طبعی نہ رہی شعلہ مقالی نہ رہی
؎ رہ گئی رسمِ اذاں روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

لکھا ہے حقوق اللہ یہ ہیں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور حقوق العباد۔ عدل و انصاف ہیں۔حقوق اللہ آسانی سے معاف ہو سکتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ غفور الرحیم ہے حقوق العباد معاف ہونے کی کوئی تدبیر نہیں۔ اس کے بعد لکھتے ہیں سب سے پہلے تجھ کو جاننا چاہیے کہ اقتدار اور حکومت کتنا بڑا عظیم اور پُرخطر فرض ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت میں سب سے زیادہ جن کو عذاب دیا جائے گا وہ ظالم بادشاہ اور حکمران ہوں گے۔حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ایک خارشی بکری کی خبر گیری مجھ سے رہ گئی تو قیامت کے دن مجھ سے مواخذہ ہوگا۔ اے بادشاہ! دیکھ حضرت عمر رضیؓ کو باوجود اپنی کمال احتیاط قیامت کے مواخذہ کا کس قدر ڈر رہتا ہے۔اور تیرا یہ حال ہے کہ تجھ کو اپنی رعایا کی بھی کچھ پروا نہیں اور کچھ نہیں جانتا کہ تیرے ملک والوں کا کیا حال ہے تجھ کو صرف اس پر قناعت نہیں کرنی چاہیے کہ تو خود ظلم کا ارتقاب نہیں کرتا بلکہ تو اس بات کا بھی ذمہ دار ہے کہ تیرے غلام اور خدام وخشم، عہدہ دار، عامل بھی کسی پر ظلم نہ کر پائیں۔ ایّھاالسلطان! اگر تو دنیا کے حظوظ کی غرض سے لوگوں پر ظلم کرتا ہے تو غور سے دیکھ کے دنیا کے حظوظ کیا ہیں۔اگر تو کھانے کا زیادہ حریص ہے تو تُو

جانور ہے۔ اگر حریر اور دیبا کے استعمال کا دلدادہ ہے تو تُو مرد نما عورت ہے۔ اگر اپنے غیظ وغضب کے قابو میں ہے تو تُو آدمی کی صورت درندہ ہے۔ ہر معاملہ میں تجھ کو یہ فرض کر لینا چاہیے کہ تُو ایک آدمی ہے اور فرمانروا کوئی اور شخص ہے۔ اس بات میں اندازہ کر لے جو معاملات تُو اوروں کے ساتھ کرنا چاہتا ہے اگر تیرے ساتھ کیا جاتا تو تو پسند کرتا یا نہیں اگر تو اپنے حق میں اسے جائز رکھتا اور وہی معاملہ اپنے زیر دستوں کے ساتھ جائز رکھنا چاہتا ہے تو تُو دغاباز اور خائن ہے تجھ کو صرف یہ کوشش کرنی چاہیے کہ تمام رعایا تجھ سے شریعت کے اصول کے موافق راضی اور خوشنود رہے۔

(از نصیحۃ الملوک۔ترجمہ از فارسی)

6۔نماز میں حضورِ قلب کا ایک بہترین سبق

دلچسپ اور عمدہ مثال:

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک روز میں نے عرض کیا حضرت نماز میں حضور اور لذّت اور ذوق وشوق اور تضرع کیوں کر پیدا ہووے۔ فرمایا مکتب میں کبھی پڑھے ہو؟ عرض کیا ہاں پڑھا ہوں، فرمایا کبھی استاد نے کان پکڑوائے ہیں؟ عرض کیا ہاں پکڑوائے ہیں فرمایا پھر کیا حال ہوا عرض کیا میں پہلے تو برداشت کرتا رہا اور جب تھک گیا اور ہاتھ پیر دکھ گئے اور درد ہوا اور پسینہ پسینہ ہوا تو رو پڑا اور آنسو جاری ہو گئے۔ فرمایا پھر کیا ہوا؟ عرض کیا پھر استاد کو رحم آ گیا اور کان چھڑوا دیئے اور خطا معاف کر دی پھر پیار کیا اور کہا کہ جاؤ پڑھو۔ فرمایا یہی حالت نماز میں پیدا کرو پھر خدا تعالیٰ کے رحم پر نظر ہو گی۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ بھی رجوع برحمت ہو گا اور دریائے رحمت جوش مارے گا۔ پھر حضور اور خشوع وخضوع اور لذت اور ذوق وشوق پیدا ہو جائے گا۔

(از تذکرۃ المہدی جلد 2 صفحہ 212)

کسی نے خوب کہا ہے:

سلیقہ نہیں تجھ کو رونے کا ورنہ
بڑے کام کا ہے یہ آنکھوں کا پانی

7۔خداوندا فقط تُو ہے

گزرتی ہے جو دل پر دیکھنے والا فقط تو ہے
اندھیرے میں اجالا دھوپ میں سایہ فقط تو ہے
گدائے دہر کا کیا ہے؟ اگر یہ در نہیں وہ ہے
تیرے در کے فقیروں کی تو کُل دنیا فقط تو ہے
تو ہی دیتا ہے نشہ اپنے مظلوموں کو جینے کا
ہر ایک ظالم کا نشہ توڑنے والا فقط تو ہے
وہی دنیا وہی اِک سلسلہ ہے تیرے لوگوں کا
کوئی ہو کربلا اس دیں کا رکھوالا فقط تو ہے
ہر اک بے چارگی میں بے بسی میں اپنی رحمت کا
جو دل پر ہاتھ رکھتا ہے خداوندا فقط تُو ہے
میرے حرف و بیاں میں آئینوں میں آبگینوں میں
جو سب چہروں سے روشن تر ہے وہ چہرہ فقط تو ہے

(کلام عبیداللہ علیم)

یہ شور وغوغا مچانے والے فساد وفتنہ اٹھانے والے
کیا تیرے پاس ہے یہی قوم ؟تیری بگڑی بنانے والے
سنو سنو! آج آسماں سے صدائے پیہم یہ آ رہی ہے
بچا سکیں گے نہ اپنا گھر بھی خدا کے گھر کو جلانے والے

8۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے عالمِ شباب کا دلربا نقشہ

1859ء کے قریب جب کہ حضور علیہ السلام کی عمر مبارک 24 سال کے قریب تھی فرمایا مساجد میرا مکان، صالحین میرے بھائی ذکرِ الٰہی میرا مال اور خلق خدا میرا کنبہ ہے۔

(اخبار بدر 3/ جون 1909ء صفحہ 2)

پھر فرمایا جو بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریر کے حملہ سے بچاؤ مگر خود شریرانہ مقابلہ مت کرو۔ مگر جو اس غرض سے کسی کو تلخ دوا دیتا ہے کہ وہ اچھا ہو جائے وہ اس سے نیکی کرتا ہے۔ ہم نہیں کہتے کہ اس نے بدی کا بدی سے مقابلہ کیا ہے۔ ہر ایک نیکی اور بدی نیت سے ہی پیدا ہوتی ہے پس چاہیے کہ تمہاری نیت کبھی ناپاک نہ ہو تا تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ۔

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 29)

پھر فرمایا چاہیے کہ تمہارے ہاتھ اور قلم نہ رُکیں اس سے ثواب ہوتا ہے۔ جہاں تک بیان اور انسان سے کام لے سکو لیے جاؤ اور جو باتیں تائید دین کے لئے سمجھ میں آتی جائیں انہیں پیش کیے جاؤ کسی نہ کسی کو فائدہ پہنچائیں گی۔

(اخبار الحکم 17 فروری 1904)

9۔عملِ صالح کی حقیقت

فرمایا اس وقت اللہ تعالیٰ کے اسم ستار کی تجلی ہے۔ اس تجلی کے وقت بہت سے ایسے بھی ہوں گے جو آج بڑے متقی اور پرہیز گار نظر آتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ بڑے فاسق فاجر نظر آئیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عمل صالح ہماری اپنی تجویز اور قرارداد سے نہیں ہوسکتا۔ اصل میں عملِ صالح وہ ہیں جس میں کسی نوع کا کوئی فساد نہ ہو۔ کیوں کہ صالح فساد کی ضد ہے۔ اور اسی طرح ضروری ہے کہ عملِ صالح میں بھی کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ہو۔ اور پھر آنحضرت ﷺ کی سنت کے موافق ہو۔ پھر نہ اس میں کسی قسم کا کسل ہو نہ عُجب ہو، نہ ریا ہو، نہ وہ اپنی تجویز سے ہو جب ایسا عمل ہو تو وہ عمل صالح کہلاتا ہے۔ اور یہ کبریت احمر ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 630)

کیا ہی سچ ہے کہ،

پھر چلو ہم دیارِ یار چلیں
کرکے آنکھوں کو اشکبار چلیں
جس طرح پھول کوئی کانٹوں میں
اس طرح زندگی گزار چلیں

تم دوسرے لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لانے کا وسیلہ بنو۔ نجات صرف رحم اور فضل سے ہے۔

10۔امروز قومِ من نشناسد مقام من

فرمایا اب وقت آ گیا ہے کہ پھر اسلام کی عظمت شوکت ظاہر ہو۔ اور اسی مقصد کو لے کر میں آیا ہوں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ جو انوار و برکات اس وقت آسمان سے اتر رہے ہیں۔ وہ ان کی قدر کریں کہ وقت پر ان کی دستگیری ہوئی اور خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اس مصیبت کے وقت ان کی نصرت فرمائی۔ لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر نہ کریں گے تو خدا تعالیٰ بھی ان کی کچھ پرواہ نہ کرے گا وہ اپنا کام کر کے رہے گا مگر ان پر افسوس ہو گا۔

میں پورے زور سے اور پورے یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب کو مٹا دے اور اسلام کو قوت اور غلبہ ہو اب کوئی ہاتھ اور طاقت نہیں جو خدا تعالیٰ کے ارادہ کا مقابلہ کرے "وہ فعالٌ لِّمَا یُرِیْد ہے" مسلمانو! یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں یہ خبر دی ہے اور میں نے اپنا پیغام پہنچا دیا ہے اب اس کو سننا نہ سننا تمہارے اختیار میں ہے یہ سچی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو موعود آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں۔ اور یہ بھی پکی بات ہے کہ اسلام کی زندگی عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے میں ہے۔

(لیکچر لدھیانہ صفحہ 290)

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آ چکا ۔ یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

11۔ایک ضروری نصیحت

"حضرت اقدس امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک آخری نصیحت میں فرمایا! جماعتِ احمدیہ کے لیے بہت فکر کا مقام ہے کیونکہ ایک طرف تو لاکھوں آدمی اُنہیں کافر کہتے ہیں۔ دوسری طرف اگر یہ خدا تعالیٰ کی نظر میں بھی مومن نہ بنیں تو اُن کیلئے دوہرا گھاٹا ہے۔"

(حوالہ از کتاب ایاز محمود سوانح حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ جلد اول صفحہ 44)

12۔فضیلت علم و ایمان

"ایمان بھی انسان کو اعلیٰ سے اعلیٰ ترقیات کا وارث بناتا ہے اور علم بھی۔ ایمان علم کو اور علم ایمان کو بڑھاتا ہے۔ ایمان اپنے اندر اسی طرح نورِ علم رکھتا ہے جیسے کفر جہالت کی ظلمت کو۔ غرض ان دونوں کا تعلق آپس میں نہایت گہرا ہے۔"

(بحوالہ صحیح بخاری جلد اول کتاب العلم صفحہ 116)

13۔اُبسط رِداك

"اپنی چادر پھیلاؤ" یہ ایک محاورہ ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ فارغ البال ہو کر توجہ اور اطمینان سے سننے کے لئے بیٹھ جاؤ۔ اپنے اندر اُس سوالی کی سی حالت پیدا کرو جو لینے کے لئے اپنی چادر پھیلا دیتا ہے۔ جب تک طالبِ علم کی یہ حالت نہ ہو گی وہ کچھ فائدہ نہ اٹھائے گا جو سنے گا بھول جائے گا۔ استفادۂ علم کے لئے شوق حرص اور حضورِ قلب ہونا ضروری ہے۔ اُبسط رِداك کا ایک معنی یہ بھی ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنے فیضان کے چلو بھر بھر کر ڈالتے رہے اور حضرت ابو ہریرہؓ ان فیضان کو اپنی چادرِ سینہ میں سمیٹتے رہے۔"

(صحیح بخاری ایضاً تشریحات حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہؓ)

14۔حقیقتِ ایمان کیا ہے

حضرتِ اقدس امام الزمان علیہ السلام فرماتے ہیں" بھائیو یقیناً سمجھو

کہ نجات ایمان سے وابسطہ ہے اور ایمان اُمورِ مخفیہ سے وابسطہ ہے۔ اگر حقائق اشیاء مستور نہ ہوتی تو ایمان نہ ہوتا اور اگر ایمان نہ ہوتا تو نجات کا کوئی ذریعہ نہ ہوتا۔ سو اُٹھو ایمان کو ڈھونڈو اور فلسفہ کے خشک اور بےسُود ورقوں کو جلاؤ کہ ایمان سے تم کو برکتیں ملیں گی۔ ایمان کا ایک ذرّہ فلسفہ کے ہزار دفتر سے بہتر ہے۔ اور ایسی کوئی دولت نہیں جیسا کہ ایمان۔ دنیا میں ہر ایک ماتم زدہ ہے مگر ایمان دار۔ دنیا میں ہر ایک سوزش اور حرکت اور جلن میں گرفتار ہے مگر مومن۔ اے ایمان کیا ہی تیرے ثمرات شیریں ہیں۔ کیا ہی تیرے پھول خوشبو دار۔ سبحان اللہ کیا عجیب تجھ میں برکتیں ہیں۔ کیا ہی خوش نور تجھ میں چمک ہے۔ کوئی ثریا تک نہیں پہنچ سکتا مگر وہی جس میں تیری کششیں ہیں۔ خدا تعالیٰ کو یہی پسند آیا کہ اب تو آوے اور فلسفہ جاوے۔ ولا رادّ لفضلہ۔

(از آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 270-273 مقدمہ حقیقتِ اسلام)

15۔خطبات اور درس لکھنے کی اہمیت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ آنحضور ﷺ کی زبان مبارک سے جو بھی سنتے وہ لکھ لیتے اس پر بعض لوگوں نے منع کیا کہ آنحضور ﷺ کبھی خوش ہوتے ہیں کبھی ناراض تم سب لکھتے جاتے ہو یہ درست نہیں۔ عبداللہ بن عمرو نے اس پر لکھنا چھوڑ دیا۔ لیکن جب آپ ﷺ تک یہ خبر پہنچی تو فرمایا تم بے شک لکھا کرو کیونکہ خدا تعالیٰ کی قسم میری زبان سے جو کچھ نکلتا ہے حق اور راست نکلتا ہے۔ اس کے بعد عبداللہ بن عمرو آپ کی باتیں لکھ کر محفوظ کر لیا کرتے تھے۔

(ابو داود کتاب العلم حدیث نمبر 3161)

امام الزمان علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میں پھر پکار کر کہتا ہوں اور میرے دوست سُن رکھیں کہ میری باتوں کو ضائع نہ کریں۔ میں نے یہ ساری باتیں نہایت دل سوزی اور سچی ہمدردی سے جو فطرتاً میری روح میں ہے کی ہیں۔ ان کو گوشِ دل سے سنو اور اس پر عمل کرو۔

(از ملفوظات جلد اول صفحہ 90)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانیؓ ارشاد فرماتے ہیں ہمارے پرانے بزرگ اس بات کی احتیاط کرتے تھے کہ جب درس دیتے تو سننے والوں کو کاپی اور قلم دوات کے بغیر نہ بیٹھنے دیتے۔ لکھا ہے کہ حضرت امام مالکؒ درس دیا کرتے تھے اُن کے درس میں حضرت امام شافعیؒ بھی آ گئے اُن کی عمر بھی چھوٹی تھی (12، 13 سال) جب وہ دو تین دن اُنکے درس میں بیٹھے تو حضرت امام مالکؒ نے دیکھا کہ اُن کے پاس کاپی اور قلم دوات نہیں تو اُنہوں نے کہا لڑکے تو کیوں یہاں بیٹھا کرتا ہے۔ امام شافعی نے کہا میں جو کچھ سنتا ہوں یاد ہو جاتا ہے۔ امام مالکؒ نے کہا اچھا جو کچھ میں نے پڑھایا ہے سُناؤ اُنہوں نے سنا دیا۔ حضرت امام مالکؒ کے دوسرے شاگرد کہتے ہیں ہماری کاپی میں غلطی تھی مگر امام شافعی نے صحیح صحیح سنا دیا۔ اس لئے لکھنے کا یہ بھی فائدہ ہوتا ہے انسان اُسے بار بار دیکھ کر یاد کر لیتا ہے۔

(کتاب ملائکۃ اللہ صفحہ 4)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ خلیفہ وقت کے خطبات کا سننا بھی بہت ضروری ہے یا دوسری باتیں جو مختلف وقتوں میں کی جاتی ہیں اُن پر غور کرنا اور نوٹ کرنا بہت ضروری ہے۔ عہدے داران جماعت جہاں احباب جماعت کو توجہ دلائیں وہاں خود بھی توجہ دیں۔ اگر کوئی تربیت کا پہلو ہو تو فوراً نوٹ کر لیا کریں۔

(بحوالہ خطبہ جمعہ 16 اگست 2013)

16۔گانے بجانے اور بیہودہ پروگرام سننے اور سنانے کا انجام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ ایسے پروگراموں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ تاریخوں میں لکھا ہے کہ جب روم کے ساتھ مسلمانوں کی لڑائی ہوئی تو رومی جرنیل نے اپنا ایک وفد مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا۔ اور کہا کہ تم مسلمانوں کے حالات کو جا کر دیکھو اور واپس آ کر بتاؤ کہ ان کی کیا کیفیت ہے۔ وہ وفد اسلامی لشکر کا جائزہ لیکر واپس آیا تو اس نے کہا کہ ہم مسلمانوں کے لشکر کو دیکھ آئے ہیں، وہ ہمارے مقابلہ میں بہت تھوڑے ہیں۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے وہ کوئی جنّ ہیں۔ کیونکہ ہم نے دیکھا وہ دن کو لڑتے ہیں اور رات کو تہجد پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ (لیکن) ہمارے سپاہی جو دن بھر تھکے ماندے ہوتے ہیں وہ تو رات کو شرابیں پیتے ہیں اور ناچ گانے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور ان کاموں سے فارغ ہوتے ہیں تو سو جاتے ہیں۔ مگر وہ لوگ یعنی (مسلمان) کوئی عجیب مخلوق ہیں کہ دن کو لڑتے ہیں اور راتوں کو اُٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور اس کا ذکر کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے لڑنا بے فائدہ ہے۔ چنانچہ دیکھو اس ذکرِ الٰہی کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ بھی آسمان سے ان کی مدد کیلئے اترا اور اس نے انہیں بڑی بڑی طاقتور حکومتوں پر غالب کر دیا۔ لیکن جب مسلمان بگڑ گئے اور انہوں نے ذکرِ الٰہی میں راتیں بسر کرنے کی بجائے رنگ رلیوں اور ناچ گانوں میں راتیں بسر کرنی شروع کر دیں اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ اسحاق، موصلی بڑا اچھا گانا گانے والا ہے اور فلاں کنجری خوب گاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی تباہی کیلئے ہلاکو خان کو بغداد پر مسلط کر دیا۔ اور اس نے ایک دن میں اٹھارہ ہزار مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ اور شاہی خاندان کی کوئی عورت ایسی نہ چھوڑی جس کے ساتھ بدکاری نہ کی گئی ہو۔ اس وقت مسلمان ایک بزرگ کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ دعا کریں کہ بغداد تباہی سے بچ جائے۔ انہوں نے کہا میں کیا دعا کروں میں تو جب بھی ہاتھ اٹھاتا ہوں اللہ تعالیٰ کے فرشتے مجھے یہ آوازیں دیتے سنائی دیتے ہیں کہ:۔ اَیُّہَا الۡکُفَّارُ اُقۡتُلُوا الۡفُجَّارَ۔ یعنی اے کافرو ان فاجر و فاسق مسلمانوں کو خوب مارو۔ چنانچہ بغداد تباہ ہو گیا اور عباسی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ حالانکہ ایک زمانہ میں ان کی طاقت کا یہ عالم تھا کہ رومی حکومت کے لشکر کو جو ساٹھ ہزار کی تعداد میں تھا مسلمانوں کے صرف ساٹھ آدمیوں نے شکست دے دی تھی۔ یہ اس لیے ہوا کہ ان کی زبانیں ذکرِ الٰہی سے تر رہتی تھیں اور اُن کی راتیں خدا تعالیٰ کے حضور قیام اور سجود میں گزر جاتی تھیں۔

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 563-564)

دوستو! ہرگز نہیں یہ ناچ اور گانے کے دن
مشرق و مغرب میں ہیں یہ دیں کے پھیلانے کے دن
دوستو! اب بھی کرو توبہ اگر کچھ عقل ہے
ورنہ خود سمجھائے گا وہ یار سمجھانے کے دن

(کلام محمود صفحہ 21)

17۔غیر قوموں کی رِیس مت کرو

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تم غیر قوموں کو دیکھ کر اُن کی رِیس مت کرو۔ کہ انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کر لی ہے۔ آؤ ہم بھی اُن کے نقشِ قدم پر چلیں۔ سنو اور سمجھو کہ وہ اُس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بُلاتا ہے۔ اُن کا خدا کیا چیز ہے صرف ایک عاجز انسان۔ اس لئے وہ غفلت میں چھوڑے گئے۔ میں تمہیں دنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا مگر تم اُن لوگوں کے پیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے۔ چاہیے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 23)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ 1924ء میں میں انگلستان تبلیغ اسلام کے مواقع دیکھنے کے لئے گیا۔ میں نے اُس وقت وہی لباس پہنے رکھا جو میں ہندوستان (قادیان) میں پہنتا تھا۔ اور یورپین لوگ نہ صرف یہ کہ اس لباس کو ذلیل سمجھتے ہیں بلکہ چونکہ ان کا رات کا لباس ایسا کُھلا ہوتا ہے جیسے ہماری شلوار قمیض۔ وہ اس لباس کو رات کو پہنتے ہیں۔ اس لئے وہ کسی کے سامنے نہیں آتے۔ ایک دن ہمارے مبلّغ انچارج میرے پاس آئے اور بڑی تشویش سے کہنے لگے کہ آپ کے اس لباس کی وجہ سے یہاں کے لوگوں کو بڑی ٹھوکر لگ رہی ہے۔ آپ اگر پتلون نہیں پہن سکتے تو کم سے کم علی گڑھ فیشن کا گرم پاجامہ پہن لیں اور قمیض کو اس کے اندر ٹھونس لیا کریں۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ آخر میں ایسا کیوں کروں؟ ان لوگوں کو میرے قومی لباس پر اعتراض کرنے کا حق کیا ہے۔ مبلّغ صاحب نے کہا کہ حق ہو یا نہ ہو بہرحال اس سے بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ اور ہماری قومی تحقیر ہوتی ہے۔

اُسی دن مجھے ملنے کے لئے لندن کے اورینٹل کالج کے پرنسپل سر ڈینی سن راس اور کچھ اور بڑے بڑے آدمی آئے۔ میں نے اُن کے سامنے یہی سوال رکھا، اور کہا کہ کیا آپ لوگ اس لباس کو ذلیل سمجھتے ہیں؟ جیسا کہ یورپین تہذیب ہے۔ اُنہوں نے کہا نہیں نہیں یہ کس طرح ہو سکتا ہے، ہم آپ کے لباس کو بڑا اچھا سمجھتے ہیں۔ میں نے سمجھ لیا کہ محض مغربی تہذیب کے نتیجے میں یہ ایسا کہہ رہے ہیں۔ لیکن ان کے دل میں یہ بات نہیں، میں نے پھر اصرار سے کہا آپ میرے دوست ہیں سچ سچ بتائیے کہ آپ کی قوم پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے؟ اس پر اُنہوں نے کہا کہ سچی بات تو یہی ہے کہ ہمارے ملک کے لوگ اس لباس میں لوگوں کے سامنے آنے کو بُرا سمجھتے ہیں، اور اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ سر ڈینی سن راس علی گڑھ اور کلکتہ میں بھی پروفیسر رہ چکے تھے۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ سر ڈینی سن! آپ یہ بتائیے کہ جب آپ ہمارے ملک (ہندوستان) میں تھے تو کیا آپ شلوار قمیض اور دھوتی پہنا کرتے تھے؟ اُنہوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا تو پھر آپ یہ بتائیں کہ آپ ہمارے ملک میں آ کر اپنا ہی لباس رکھیں تو حرج نہیں، اور ہم آپ کے ملک میں آ کر اپنا لباس رکھیں تو یہ بُری بات ہے۔

فرمایا میں نے ہندوستان سے چلتے ہوئے یہاں کی سردی کا خیال کر کے گرم کپڑے کے ایسے پاجامے سلوا کر اپنے ساتھ لایا تھا جو علی گڑھ فیشن کے ساتھ ملتے تھے۔ مگر اب میں وہ کپڑے نہیں پہنوں گا۔ اور اسی طرح واپس لے جاؤں گا۔ میں انگریز کے ہندوستان پر حاکم ہو جانے کیوجہ سے نہ اپنے ملک کے لوگوں کو انگریز سے کم تر سمجھتا ہوں اور نہ اپنے ملک کی تہذیب کو اس کی تہذیب سے کم تر سمجھتا ہوں۔ اور انگریزی تہذیب اور اِس کے تمدّن کو نقل کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں۔

(تفسیر کبیر جلد دہم صفحہ 386-387 تفسیر سورۃ الکافرون)

خلاصۂ کلام

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے ہاتھ اور قلم نہ رُکیں اس سے ثواب ہوتا ہے۔ جہاں تک بیان اور انسان سے کام لے سکو لیے جاؤ اور جو باتیں تائید دین کے لئے سمجھ میں آتی جائیں انہیں پیش کیے جاؤ کسی نہ کسی کو فائدہ پہنچائیں گی۔

فرید احمد نوید۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

لوہے کی کنگھیوں سے ان کے گوشت ہڈیوں تک نوچ لئے گئے
لیکن یہ آزمائشیں بھی انہیں اپنے دین سے نہیں روک سکیں

دانشوروں کی غیرمعمولی ہمدردی

یہ خواہش رکھتے ہیں کہ تو اپنے دین میں کچھ نرمی کرے تو وہ بھی (اپنے طریق میں) کچھ نرمی کریں

یہ مضمون بعد ملاحظہ حضور انور شائع کیا جارہا ہے۔

گزشتہ دنوں امریکہ سے ایک دوست نے انیق ناجی کا ایک وڈیو کلپ بھجوایا جس میں وہ جماعت احمدیہ کو یہ مشورے دیتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں کہ بس آپ بہت ظلم سہہ چکے ہیں اب آپ کو کوئی ایسا پائیدار حل سوچنا چاہیئے جس کے نتیجے میں پاکستان کا انتہاپسند طبقہ آپ پر ظلم کرنا بند کردے۔ ان کے بیان کے مطابق چونکہ پاکستان میں اجتماعی ضمیر نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے اس لئے اسے جگانا بے سود اور بے فائدہ ہے۔ وہاں تو طاقتور لیڈرز بھی احمدیوں کے حق میں کھڑے نہیں ہوسکتے اسلئے آپ کی لیڈر شپ کو ہی اپنے موقف اور عقائد میں نرمی پیدا کرتے ہوئے اور کروڑوں لوگوں کی طاقت کو دیکھتے ہوئے کوئی Out of the Boxطریقہ تلاش کرنا چاہیئے لیکن اس حوالے سے جو طریقہ انہوں نے تجویز کیا وہ ایسا مضحکہ خیز تھا کہ اسے سن کر یہ احساس ہوا کہ اگر ان کی اس بات کو ایک لمحہ کے لئے بھی قابل توجہ سمجھا جائے تو ہمیں تمام مذہبی تاریخ کا انکار پڑے گا اور تمام مذاہب کے کروڑوں متبعین کو ان کی اس دانشمندی پر قربان کرنا پڑے گا۔ جماعت احمدیہ کے پاس تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خلافت احمدیہ کی صورت میں آسمانی ہدایت کا وہ سرچشمہ موجود ہے جسے اس قسم کے مشوروں کی کوئی بھی ضرورت نہیں ہے اور جس کی قیادت اور راہنمائی کے سبب جماعت احمدیہ دنیا کے 210 سے زائد ممالک میں ترقیات کی منزلیں طے کرچکی ہے لیکن اگر ان کا یہ مشورہ دیگر ممالک میں بھی پہنچ گیا تو ان کی اس ترکیب کی روشنی میں روہنگیا، کشمیر، فلسطین اور دنیا بھر میں اسلام کے نام پر مظالم کا شکار ہونے والے مسلمانوں کو ازسرنو اپنی قربانیوں کا جائزہ لینا پڑے گا اور انیق ناجی کے بیان کردہ مشورہ کے مطابق اپنے عقائد میں ممکنہ ردوبدل کرکے اکثریت کو خوش کرنے کا طریق اپنانا ہوگا۔ کیا ناجی یہ مشورہ ان کمزور مسلمانوں کو دینا پسند کریں گے؟

لیکن حقیقت یہ ہے کہ موجودہ زمینی حقائق ان کے اس خیال کی بھی صاف نفی کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کیونکہ ابھی گزشتہ دنوں ہی پشاور میں ولیم سراج جو عیسائیت کے ایک پادری تھے انہیں محض مذہبی اختلاف کی بنیاد پر بے دردی سے قتل کردیا گیا ہے۔ وہ تو ایک مسیحی ہونے کے سبب وضاحت سے یہ اظہار کرچکے تھے کہ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ توخود کو ایک اقلیت تسلیم کئے ہوئے تھے۔ وہ تو احمدیوں کی طرح خود کو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے ساتھ منسوب نہیں کر رہے تھے۔ پھر ان کے قتل کے بعد ایسے مشورے کی کیا اہمیت باقی رہ جاتی ہے؟

کیا یہ مشورے قابل قدر ہیں

دراصل سیاسی لوگوں اور عمائدین کے درمیان رہتے ہوئے اور ان کے حالات زندگی کو سامنے رکھتے ہوئے ان جیسے سطحی دانشور اس قسم کے مشورے ہی دے سکتے ہیں کیونکہ وہ مذہب اور عقیدے کو بھی سیاست کی ایک ایسی دکان سمجھتے ہیں جس میں وقت پڑنے پر مفاہمت کا چورن بڑی آسانی کے ساتھ بیچا جاسکتا ہے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ مذہبی دنیا میں اس قسم کی صورت کو مداہنت یا منافقت کہا جاتا ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے مامورین کو بھی دنیاوی جتھوں اور امداد کے ذریعہ ہی ترقیات نصیب ہوا کرتی ہیں۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ تاریخ مذاہب میں آنے والا ہر سچا نبی اور اس کی جماعت ظلم وستم کے وہ مناظر دیکھتی ہے جن کا بیان بھی انسانیت کو شرمادیتا ہے۔ صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب کفار کے مظالم ناقابل برداشت ہوگئے تو، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی حالت زار بیان کی اور عرض کیا کہ حضور! آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد کیوں نہیں مانگتے؟

ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے بہت سے نبیوں اور ان پر ایمان لانے والوں کا حال یہ ہوا تھا کہ ان میں سے کسی ایک کو پکڑلیا جاتا اور گڑھا کھود کر اس میں انہیں ڈال دیا جاتا تھا پھر آرے کو ان کے سر پر رکھ کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے تھے یا لوہے کی کنگھیوں سے ان کے گوشت ہڈیوں تک نوچ لئے جاتے تھے لیکن یہ آزمائشیں بھی انہیں اپنے دین سے نہیں روک سکتی تھیں۔

(صحیح بخاری، کتاب الاکراہ حدیث نمبر 6943)

یہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ایسا کوئی دانشور اس وقت وہاں اس مجلس میں موجود نہیں تھا جو صحابہ کو یہ مشورہ دیتا کہ ان مظالم سے بچنے کے لئے فی الوقت اپنے ایمان سے، اپنے عقائد سے، اپنے مذہب سے انکار کردو کیونکہ تم تمام دنیا کا مقابلہ تو نہیں کرسکتے اور نہ ہی تم دنیا کے سوئے ہوئے ضمیر کو جگا سکتے ہو، اور اگر ایسا کوئی مشورہ پیش کیا بھی جاتا تو کیا دینی عزت اور عظمت کے لئے ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کا عزم کرکے کھڑے ہونے والے صحابہ ایسے مشورے کو قبول کرلیتے؟

لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ یہ مشورہ بالکل ہی نیا ہے۔ ایسے دنیا دار دانشور مذہبی لوگوں کو پہلے بھی اس قسم کے مشورے دینے کی کوشش کرتے چلے آئے ہیں جو ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی سیرت اور قرآن کریم کی تعلیمات نے ہماری راہنمائی کے لئے ابدی طور پر محفوظ بھی کردیئے ہیں اور بڑی حقارت سے انہیں رد بھی کرکے دکھادیا ہے۔ پس آؤٹ آف دی باکس طریق دوسرے لفظوں میں وہ طریق ہے جو آؤٹ آف قرآن طریق ہے اور ایک الٰہی جماعت ہونے کے ناطے اور حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے ادنی غلام ہوتے ہوئے ہم کسی ایسے طریق کے بارہ میں سوچ بھی نہیں سکتے جو آپ کے طریق عمل کے خلاف ہو۔ صاحب قلم ہونے کے دعویدار اس دانشور نے اگر سورۃ القلم ہی پڑھ لی ہوتی تو وہ اس کی ابتدائی آیات پر ہی ٹھہر جاتے جو پکار پکار کر صاحب ایمان لوگوں کو یہ نصیحت کرتی ہے کہ:

فَلَا تُطِعِ الۡمُکَذِّبِیۡنَ۔وَدُّوۡا لَوۡ تُدۡہِنُ فَیُدۡہِنُوۡنَ

(القلم: 9- 10)

اور تو ان منکروں کی بات نہ مان۔ یہ (کفار) خواہش رکھتے ہیں کہ تو اپنے دین میں کچھ نرمی کرے تو وہ بھی (اپنے طریق میں) کچھ نرمی کریں۔

پس کیا ان کا یہ مشورہ ان آیات میں بیان کردہ معاملے سے مختلف ہے؟ کیا مداہنت کے ذریعہ سے مذاہب وہ فتوحات حاصل کرسکتے ہیں جو اللہ کی تائیدات کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہیں، اور تمام سچے مذاہب کی طرح جماعت احمدیہ کی 133 سالہ تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ایک عظیم بادشاہ اور طاقتور مددگار کی طرح ہر مشکل اور ابتلاء میں جماعت کا ہاتھ تھاما ہے اور خود اسے بچایا بھی ہے اور خلافت احمدیہ کی قیادت میں اسے ایسی عالمگیر ترقیات بھی دی ہیں جو دیگر جماعتوں کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتیں اور خلافت کی یہی عظیم الشان نعمت ہے جو ہمیں دیگر جماعتوں سے ممتاز کرتی ہے۔

سوشل میڈیا کے دانشور

ان دنوں سوشل میڈیا پر اس قسم کے دانشوروں کی تعداد برسات میں اگنے والی کھمبیوں سے بھی زیادہ ہوچکی ہے۔ ہر وہ شخص جس نے ایک موبائل فون خرید لیا ہے اور اسے بجلی اور انٹرنیٹ کی سہولت میسر آگئی ہے وہ اپنی ذات میں خود کو ایک دانشور سمجھ بیٹھا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنی چکنی چپڑی باتوں سے ہر شخص کو دھوکہ دے سکتا ہے۔ ان میں سے بعض کو جماعت احمدیہ کے مالی نظام پر افسوس ہوتا رہتا ہے۔بعض کو ہماری اطاعت کی روح بری لگتی ہے۔بعض کو ہمارے صبر پر غصہ آتا ہے۔بعض ہمارے نظم وضبط سے نالاں ہیں۔بعض کو ہمارے اموال اور نسلوں کی حفاظت کی فکر کھائے جارہی ہے بعض کے نزدیک خلافت کے لئے جماعت کی محبت اور خلیفہ وقت کی جماعت سے محبت ایک ایسا عقدہ ہے جو روحانی دنیا سے ناآشنا ہونے کے سبب ان کی سمجھ سے بالا ہے۔ ان میں سے بعض کو غریب احمدیوں کے ساتھ شدید ہمدردی پیدا ہوچکی ہے اور ان کو اسلام کی عالمگیر ترقیات کے لئے چندہ دینے والے احمدی تو بہت مظلوم نظر آتے ہیں لیکن ان کو اپنے ہی ملک میں اور دنیا بھر میں دکھوں کی چکی میں پستے ہوئے دیگر کمزور مسلمان بالکل بھی دکھائی نہیں دیتے کہ ان کی بھلائی کے لئے بھی کوئی راہ عمل سوچ سکیں۔ ان کے پروگراموں کا مرکزی نکتہ غریب اور مذہبی جنون کی چکی میں پسے ہوئے احمدی تو ہوتے ہیں لیکن وہ گیارہ لاکھ روہنگیا مسلمانوں کی حالت زار پر خاموش رہتے ہیں۔ لاکھوں یتیم جو عرب ملکوں اور دنیا کے دوسرے حصوں میں ان کی ہمدردی کے منتظر ہیں ان پر تو شفقت کی کوئی نگاہ نہیں پڑتی۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ منظم طریق سے کی جانے والی منافقت کی وہ کوششیں ہیں جو اس وقت شروع کی جاتی ہیں جب دوسرا ہر حربہ بے کار ہوجائے۔ اور بدقسمتی سے جن کروڑوں لوگوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کے لئے یہ ہمیں بلا رہے ہیں وہ ان کے اپنے الفاظ میں اجتماعی ضمیر سے عاری ایک ہجوم ہے، ریوڑ ہے، ایک بے لگام جتھہ ہے جن کے وجود کا کوئی بھی مذہبی یا اخلاقی جواز نہیں ہے۔جن میں سے ہر ایک جتھے کے نزدیک دوسرا گروہ قابل گردن زدنی ہے۔ جہاں عقیدے کے فرق کی

سزا موت ہے۔ جہاں نہ تو مشعال خان محفوظ ہے، نہ ہی پرانتھا کمارا اور نہ ہی کوئی ایسا مجنون اور دیوانہ جسے شریعت نے بھی دینی معاملات میں مکلف نہیں بنایا۔ جہاں ہر ایک شخص دوسرے کو جہنم واصل کرنے کے بعد جنت میں پہنچنے کے لئے قطار میں لگا ہوا ہے۔ ایسے میں اگر احمدی ہدف نہ بھی ہوں تو کیا ضمانت ہے کہ وہاں مذہب کے نام پر خون خرابے اور قتل و غارت گری کا یہ سلسلہ رک جائے گا۔ لیکن یہ بھی عجیب بات ہے کہ اس قسم کی مداہنت اور منافقت کے مشورے دینے والے لوگ مذہبی جنونیوں کو سمجھانے اور روکنے کی بجائے صرف ان لوگوں کو مشوروں سے نوازتے ہیں جو دنیا میں سچائی کی آواز لے کر کھڑے ہوئے اجتماعی ضمیر کو جگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ کمزور اور غریب احمدی تو وہ ہیں جو قرآنی تعلیمات کے مطابق دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرنے کے لئے اپنی جان، مال، وقت اور عزت قربان کرنے کے عہد کرتے ہیں اور پھر ان عہدوں کو پورا بھی کرتے ہیں۔ یا شاید ان سطحی دانشوروں کے خیال میں قرآن کی یہ آیات اب قابل عمل نہیں رہیں جو انہی کمزوروں کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہیں:

اَلَّذِيۡنَ يَلۡمِزُوۡنَ الۡمُطَّوِّعِيۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ فِى الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيۡنَ لَا يَجِدُوۡنَ اِلَّا جُهۡدَهُمۡ فَيَسۡخَرُوۡنَ مِنۡهُمۡ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنۡهُمۡ ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ

(التوبہ: 79)

وہ لوگ جو مومنوں میں سے دلی شوق سے نیکی کرنے والوں پر صدقات کے بارہ میں تہمت لگاتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی جو اپنی محنت کے سوا (اپنے پاس خرچ کرنے کے لئے اور) کچھ نہیں پاتے۔ پس وہ ان سے تمسخر کرتے ہیں۔ اللہ ان کے تمسخر کا جواب دے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب (مقدر) ہے۔

اور اسی سے پچھلی آیات میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو ایسے فتنہ پردازوں کے مشوروں میں آنے سے منع بھی کرتا ہے اور یہ سمجھاتا ہے کہ جو خدا دینے کی طاقت رکھتا ہے وہ واپس لینے پر بھی قادر ہے اسلئے ایسے لوگوں سے ہمیشہ ہوشیار رہنا اور اپنے وعدوں کو تادم آخر نبھانا مبادا تم بھی ان لوگوں کا حصہ بن جاؤ جنہوں نے عہد کر کے توڑ دیا۔ قرآن فرماتا ہے کہ:

اور انہی میں سے ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے کچھ عطا کرے تو ہم ضرور صدقات دیں گے اور ہم ضرور نیک لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔ پس جب اس نے اپنے فضل سے انہیں عطا کیا تو وہ اس میں بخل کرنے لگے اور (اپنے عہد سے) پھر گئے اس حال میں کہ وہ اِعراض کرنے والے تھے۔ پس عقوبت کے طور پر اللہ نے ان کے دلوں میں اس دن تک کے لئے نِفاق رکھ دیا جب وہ اس سے ملیں گے بوجہ اس کے کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ خلافی کی نیز اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

(التوبہ: 75-77)

تاریخ مذاہب کیا کہتی ہے؟

اگر ہم مذہبی تاریخ پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کی اصلاح اور انہیں قابل قدر وجود بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت و خلافت شروع فرمایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو پہلا خلیفہ بنا کر انہیں اور ان کے ساتھیوں (زوج) کو شیطانی حملوں اور وساوس سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی ہدایات پر عمل پیرا ہونے کی نصیحت کی لیکن ابلیس جو اپنی ناکامی اور شکست پر نالاں تھا اس نے اپنے ایک مظہر کے ذریعہ سے اور یہ وعدہ دے کر کہ تم میرے بتائے ہوئے طریق پر عمل کر کے کامیاب ہو جاؤ گے حضرت آدم اور ان کے ساتھیوں کو بہکانے کی کوشش کی اور ایک غیر معمولی طریق ان کے سامنے پیش کیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے بھی یہی طریق اختیار کیا تھا چنانچہ فرماتا ہے شیطان نے آدم علیہ السلام کو شجرۂ ممنوعہ کے قریب لے جانے کے لئے کہا کہ قَالَ مَانَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنۡ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنَا مَلَكَيۡنِ اَوۡتَكُوۡنَا مِنَ الۡخَالِدِيۡنَ (الاعراف: 21) یعنی شیطان نے آدم علیہ السلام سے کہا کہ آپ کو شجرۂ ممنوعہ سے بچنے کی حکمت پر غور کرنا چاہئے صرف حکم کے ظاہری الفاظ کو نہیں دیکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ تھا کہ اس شجرہ سے بچ کر آپ فرشتے ہو جائیں اور ہمیشہ کی زندگی پائیں پس جب یہ حکم آپ کو نیک بنانے اور دائمی زندگی دینے کے لئے تھا تو اب اگر اس شجرہ کے قریب جانے سے وہی غرض پوری ہوتی ہو تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی رُوح کو مقدم رکھتے ہوئے اب آپ کو اس کے قریب جانے سے دریغ نہیں کرنا چاہئے اور اس کے قریب جانے کو ہی منشائے الٰہی کو پُورا کرنے والا سمجھنا چاہئے۔۔۔۔۔ شیطان کا فریب یہی تھا کہ اس نے ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی بات کی تصدیق کر کے آدم علیہ السلام کے سامنے اپنے ایمان کا ثبوت دیا دوسری طرف اجتہاد کی آڑ لے کر یہ بتایا کہ اب حالات بدل گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی غرض اور اس کا منشاء اس درخت سے دُور رہ کر نہیں بلکہ اس کے قریب جا کر پُورا ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے اور اس کے حکم کی رُوح کو مقدم رکھتے ہوئے اب آپ کو اس درخت کے قریب جانا چاہئے۔ آدم علیہ السلام اس کے اس دھوکے میں آ گئے اور اس کی بات کو مان لیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جنت دُکھ کا مقام بن گئی۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 344-345)

اسی بارہ میں آپ فرماتے ہیں:

’’ہر ایک انسان جو پیدا ہوتا ہے وہ آدم ہے۔ ملائکہ کو جو دنیا کے رُوحانی نظم و نسق کو قائم رکھنے کے لئے ایک واسطہ کے طور پر پیدا کئے گئے ہیں انہیں اس کی مدد کرنے کا حکم دیا جاتا ہے ملائکہ جن اشیاء کے نگران ہیں وہ سب انسان کی مدد کرتی اور اس کی زندگی کو با آرام بنانے میں کار آمد ہوتی ہیں لیکن بعض شریر لوگ دوسرے بھائیوں کا سکھ نہیں دیکھ سکتے وہ شیطان بن کر ان کو اس رُوحانی جنت سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں جو، ہر ایک انسان کو اس کی پیدائش سے ملا ہے اور بہت کچھ دکھ دیتے ہیں۔ لیکن وہ جو آدم کی طرح اپنے رب کے حضور جھکتا ہے اور اس سے اپنی مصیبت کے دُور کرنے کی التجا کرتا ہے آخر کامیاب ہو جاتا ہے اور ہر خوف و حزن کی حد سے باہر نکل جاتا ہے لیکن جو لوگ آدم کے نقش قدم پر نہیں چلتے بلکہ ابتلاؤں میں اُن کے قدم لڑکھڑا جاتے ہیں اور شیطان سے صلح کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو رد کر دیتے ہیں وہ دُکھ میں پڑ جاتے اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک سورج جو چڑھتا ہے اس واقعہ کو بار بار دُہرا رہا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 348-349)

یہ دانشور ہمیں کس خطرہ سے ڈراتے ہیں؟ کیا یہ حضرت نوح علیہ السلام کے واقعات کو بھول چکے ہیں یا سرے سے ان کو پڑھا ہی نہیں ہے؟ آپ بالکل تنہا تھے، گھر کے افراد جو کسی شخص کے لئے مصیبت میں سہارا ہو سکتے ہیں وہ بھی ساتھ نہیں تھے۔ ایسے میں ایک سچے پیغام کو لے کر کھڑے ہونا اور تمام قوم کی دشمنی قبول کر لینا کیا کوئی آسان کام تھا؟ لیکن نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں ان کا واقعہ سناتا ہے کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے ایک سچے شخص کی خاطر ایک پوری قوم کی پرواہ نہیں کی اور اور انہیں طغیانیوں کی نذر کر دیا۔

قرآن اس حقیقت کو یوں بیان فرماتا ہے کہ:

وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ نُوۡحٍ اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖ يٰقَوۡمِ اِنۡ كَانَ كَبُرَ عَلَيۡكُمۡ مَّقَامِىۡ وَتَذۡكِيۡرِىۡ بِآيَاتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡتُ فَأَجۡمِعُوۡۤا أَمۡرَكُمۡ وَشُرَكَاءكُمۡ ثُمَّ لَا يَكُنۡ أَمۡرُكُمۡ عَلَيۡكُمۡ غُمَّةً ثُمَّ اقۡضُوۡۤا اِلَىَّ وَلَا تُنۡظِرُوۡنِ

(یونس: 72)

اور تُو ان پر نوح کی خبر پڑھ جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! اگر تم پر میرا موقف اور اللہ کے نشانات کے ذریعہ نصیحت کرنا شاق گزرتا ہے تو میں تو اللہ ہی پر توکل کرتا ہوں۔ پس تم اپنی تمام طاقت اکٹھی کر لو اور اپنے شرکا کو بھی۔ پھر اپنی طاقت پر تمہیں کوئی اشتباہ نہ رہے پھر کر گزرو جو مجھ سے کرنا ہے اور مجھے کوئی مہلت نہ دو۔

جماعت احمدیہ کو لاکھوں کروڑوں کے جتھوں کی طاقت سے دھمکانے اور مداہنت کا مشورہ دینے سے قبل اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہ الفاظ پڑھ لئے ہوتے تو شاید کبھی یہ مشورہ دینے کی نوبت ہی نہ آتی جب آپ نے فرمایا تھا:

وَكَيۡفَ أَخَافُ مَا أَشۡرَكۡتُمۡ وَلَا تَخَافُوۡنَ أَنَّكُمۡ أَشۡرَكۡتُم بِاللّٰهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهٖ عَلَيۡكُمۡ سُلۡطَانًا فَأَىُّ الۡفَرِيۡقَيۡنِ أَحَقُّ بِالۡاَمۡنِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ…

(الانعام: 82-84)

اور میں اس سے کیسے ڈروں جسے تم شریک بنا رہے ہو جبکہ تم نہیں ڈرتے کہ تم ان کو اللہ کے شریک ٹھہرا رہے ہو جن کے حق میں اس نے تم پر کوئی حجت نہیں اتاری۔ پس دونوں میں سے کونسا گروہ سلامتی کا زیادہ حقدار ہے؟ اگر تم کچھ علم رکھتے ہو۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو کسی ظلم کے ذریعے مشکوک نہیں بنایا یہی وہ لوگ ہیں جنہیں امن نصیب ہوگا اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔ یہ ہماری حجت تھی جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے خلاف عطا کی۔ ہم جس کو چاہتے ہیں درجات میں بلند کر دیتے ہیں۔ یقیناً تیرا ربّ بہت حکمت والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات بھی آپ کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے انہیں وقت کے جابر اور طاقتور ترین حاکم کے چنگل سے نکالا اور فرعون اپنے تمام لاؤ لشکر سمیت غرق کر دیا گیا اور حضرت موسیٰ کے ماننے والوں کو عزت، عظمت، طاقت، دولت اور زمینیں عطا کی گئیں۔ وہ ملکوں اور علاقوں کے وارث بنا دیئے گئے۔ قرآن فرماتا ہے:

وَأَوۡرَثۡنَا الۡقَوۡمَ الَّذِيۡنَ كَانُوۡا يُسۡتَضۡعَفُوۡنَ مَشَارِقَ الۡاَرۡضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِىۡ بَارَكۡنَا فِيۡهَا وَتَمَّتۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ الۡحُسۡنَىٰ عَلَىٰ بَنِىۡۤ اِسۡرَاۤءِيۡلَ بِمَا صَبَرُوۡا وَدَمَّرۡنَا مَا كَانَ يَصۡنَعُ فِرۡعَوۡنُ وَقَوۡمُهٗ وَمَا كَانُوۡا يَعۡرِشُوۡن

(الاعراف: 138)

اور ہم نے ان لوگوں کو جو (زمین میں) کمزور سمجھے گئے تھے اس زمین کے مشارق و مغارب کا وارث بنا دیا جسے ہم نے برکت دی تھی اور بنی اسرائیل کے حق میں تیرے ربّ کے حسین کلمات پورے ہوئے اس صبر کی وجہ سے جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے برباد کر دیا اس کو جو فرعون اور اس کی قوم کیا کرتے تھے اور جو وہ بلند عمارتیں تعمیر کرتے تھے۔

کیا آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قربانی پر بھی کوئی شک ہے کہ انہوں سچ بولنے کی پاداش میں صلیب پر چڑھنا تو قبول کر لیا لیکن یہود کے

ساتھ مداہنت کا رویہ اختیار نہ کیا۔ کیا انہیں یہ طریق معلوم نہ تھا کہ اگر وہ اپنے عقائد میں کچھ ترمیم کر لیں تو بڑی آسانی سے یہود کے مظالم سے بچ سکتے ہیں۔ مرقس کی انجیل ان دردناک لمحات کا ذکر اس طرح سے کرتی ہے کہ ایک دردمند دل کو دو ہزار سال بعد بھی رونا آجاتا ہے۔ مرقس اپنی انجیل کے باب 15 میں لکھتے ہیں:

فوجی عیسیٰ کو گورنر کے محل بنام پریٹوریُم کے صحن میں لے گئے اور پوری پلٹن کو اکٹھا کیا۔ اُنہوں نے اُسے ارغوانی رنگ کا لباس پہنایا اور کانٹے دار ٹہنیوں کا ایک تاج بنا کر اُس کے سر پر رکھ دیا۔ پھر وہ اُسے سلام کرنے لگے، ”اے یہودیوں کے بادشاہ، آداب!“ لاٹھی سے اُس کے سر پر مار مار کر وہ اُس پر تھوکتے رہے۔ گھٹنے ٹیک کر اُنہوں نے اُسے سجدہ کیا۔ پھر جب وہ اُس کا مذاق اُڑانے سے تھک گئے تو اُنہوں نے ارغوانی لباس اُتار کر اُسے دوبارہ اُس کے اپنے کپڑے پہنائے۔ پھر وہ اُسے مصلوب کرنے کے لئے باہر لے گئے۔ اُس وقت لبیا کے شہر کرین کا رہنے والا ایک آدمی بنام شمعون دیہات سے شہر کو آ رہا تھا۔ وہ سکندر اور روفس کا باپ تھا۔ جب وہ عیسیٰ اور فوجیوں کے پاس سے گزرنے لگا تو فوجیوں نے اُسے صلیب اُٹھانے پر مجبور کیا۔ یوں چلتے چلتے وہ عیسیٰ کو ایک مقام پر لے گئے جس کا نام گلگتا (یعنی کھوپڑی کا مقام) تھا۔ وہاں اُنہوں نے اُسے مے پیش کی جس میں مُر ملایا گیا تھا، لیکن اُس نے پینے سے انکار کیا۔ پھر فوجیوں نے اُسے مصلوب کیا اور اُس کے کپڑے آپس میں بانٹ لئے۔ یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ کس کو کیا کیا ملے گا اُنہوں نے قرعہ ڈالا۔ نو بجے صبح کا وقت تھا جب اُنہوں نے اُسے مصلوب کیا۔ اور ایک تختی صلیب پر لگا دی گئی جس پر یہ الزام لکھا تھا، ”یہودیوں کا بادشاہ۔“

(مرقس باب 15، آیات 16-26)

کیا یہ سب تمسخر، تکلیفیں، ابتلاء اور سزائیں ہمارے پیارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مداہنت پر مجبور کرسکیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہوئے اور اس کے سچے وعدوں پر یقین رکھتے ہوئے قربانی کے میدان میں آگے بڑھتے چلے گئے اور آج دنیا بھر میں اربوں لوگ ان کی عزت کرتے اور ان سے محبت رکھتے ہیں۔

سنت رسول اللہؐ

اور پھر سب سے بڑھ کر ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے جو سنت اور نمونہ ہمارے لئے قائم فرمایا ہے۔ کیا وہ بھی اس بات کو سمجھانے کے لئے کافی نہیں ہے کہ سچ کی راہ میں قربانیاں پیش کرنا سنت انبیاء وصلحاء ہے۔ وہ جان دینا تو قبول کر لیتے ہیں لیکن کبھی اپنے سچے موقف سے پیچھے نہیں ہٹا کرتے۔ کون سا ظلم تھا جو آپ اور آپ کے ساتھیوں پر نہیں کیا گیا۔ جانیں لی گئیں۔ سزائیں دی گئیں۔ تپتی ریت پر لٹا کر انکار کا کہا گیا، شعب ابی طالب میں تین سال کے لئے محصور کر دیا گیا۔ اپنا وطن چھوڑ کر ہجرت کرنا پڑی اور پھر اس ہجرت کے بعد بھی پیچھا نہ چھوڑا بلکہ اپنے جتھے لے کر حملہ آور ہوگئے۔ لیکن ان سب مصائب و آلام کے جواب میں آپ نے اور صحابہ نے جو نمونے دکھائے وہ رہتی دنیا تک سنہری الفاظ میں لکھے جائیں گے۔

ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے حق کی تبلیغ شروع کی تو قوم مخالف ہوگئی۔ آپ نے اپنا کام جاری رکھا اور باطل عقائد کی تکذیب کرتے رہے۔ اہل مکہ سے صبر نہ ہوسکا اور ان کے بعض دانشور ابو طالب کے پاس آئے اور انہیں سمجھایا کہ اپنے بھتیجے کو ان باتوں سے روکیں یا ان کی حمایت سے دستبردار ہو جائیں ورنہ انجام اچھا نہیں ہوگا۔ ابو طالب کو اپنے یتیم بھتیجے کی فکر ہوئی اور انہیں بلا کر سمجھانے لگے۔ حضور ﷺ نے جب اپنے مہربان چچا کے منہ سے تبلیغ حق ترک کر دینے کا مشورہ سنا تو فرمایا:

”خدا کی قسم! اگر وہ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند بھی لا کر رکھ دیں اور یہ چاہیں کہ میں خدا تعالیٰ کا دامن چھوڑ دوں تو میں ہرگز اس کے لئے آمادہ نہیں ہوں۔ یا تو خدا کا سچا دین لوگوں میں پھیل جائے گا یا پھر میں اس جدوجہد میں اپنی جان دے دوں گا۔ ابو طالب نے جب اپنے بھتیجے کا یہ عزم دیکھا تو کہا، تم اپنا کام کرتے رہو، میں تمہاری حمایت سے کبھی بھی دستبردار نہیں ہوں گا۔“

کفارِ مکہ نے جب یہ دیکھا کہ ان کی سب تدبیریں ناکام ہو رہی ہیں اور آپؐ کی دعوت عام ہو رہی ہے تو انہوں نے مشورہ کرکے مکہ کے سب سے چالاک اور زیرک سردار عتبہ بن ربیعہ کو آپؐ کے پاس بھیجا کہ وہ آپؐ کو دنیاوی طمع اور لالچ دے کر تبلیغ دین سے روک دے۔ عتبہ نے آپؐ کے پاس پہنچ کر کہا، ”بھتیجے! تم حسب و نسب میں ہم سے بہتر ہو۔ تم نے ہمارے آباؤ اجداد کے طریقہ کو باطل قرار دیا ہے اور انہیں جاہل سے تعبیر کیا ہے۔ تم آج اپنے دل کی بات کہہ دو کہ تمہارا مدعا کیا ہے؟ اگر تم دولت کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہو تو ہم تمہارے واسطے اتنا مال جمع کر دیں گے کہ تم اہل مکہ میں سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ گے۔ اگر سرداری حاصل کرنا چاہتے ہو تو ہم اس پر راضی ہیں کہ تمہیں قریش کا سردار بنا دیں۔ اگر تم شادی کے خواہش مند ہو تو مکہ کی سب سے خوبصورت لڑکی کو تمہاری دلہن بنا دیں گے۔“ عتبہ کے اس طویل لیکچر کو سن کر آپ نے جواب میں سورۃ حٰم السجدہ کی تلاوت کی۔ عتبہ گم سم سنتا رہا۔ پھر اٹھ کر اپنی قوم میں واپس آ گیا۔ عتبہ کو آتا دیکھ کر مشرکین نے ایک دوسرے سے کہا، خدا کی قسم! ابو الولید تمہارے پاس وہ چہرہ لے کر نہیں آرہا جو چہرہ لے کر گیا تھا۔ پس عتبہ نے واپس پہنچ کر کفار سے کہا کہ آج میں نے ایسا کلام سنا ہے کہ اس سے پہلے اپنی عمر میں کبھی نہیں سنا تھا۔ خدا کی قسم! نہ وہ شاعری ہے، نہ جادو ہے اور نہ ہی وہ نجومیوں کا کلام ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ تم سب اس کو اذیت دینے سے باز آجاؤ۔ جو کلام میں نے سنا ہے اس کی شان ظاہر ہونے والی ہے۔ میری بات مانو اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اگر عرب اس پر غالب آگئے تو تمہارا کام دوسرے کے ذریعے انجام پا جائے گا اور اگر وہ عرب پر غالب آ گیا تو اس کی عزت ہماری عزت ہے۔ کیونکہ وہ ہمارے ہی قبیلہ سے ہے۔“ لوگ حیرت سے اس کو تکنے لگے پھر انہوں نے رائے قائم کی کہ عتبہ پر محمدؐ کا جادو چل گیا ہے۔

اس دور کا یہ دانشور کوئی عام شخص نہیں تھا بلکہ ابو الولید عتبہ بن ربیعہ عہد نبوی میں قریش کے مشہور بت پرست سرداروں میں سے ایک تھا۔ وہ ابو حذیفہ، ولید اور ہندہ کا والد اور ابو سفیان کا سسر تھا۔

پس سوشل میڈیا کے ان تمام سطحی دانشوروں کی خدمت میں جو تاریخ انبیاء سے تو سبق نہیں سیکھ سکے اور ہمیں اپنے طریق عمل میں تبدیلی کے مشورے دے رہے ہیں انہی کی طرح کے ایک مسلمہ دانشور عتبہ بن ربیعہ کے یہ الفاظ پیش ہیں کہ:

خدا کی قسم! نہ یہ شاعری ہے، نہ جادو ہے، نہ ہی یہ نجومیوں کا کلام ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ تم سب اس کو اذیت دینے سے باز آجاؤ۔ جو کلام میں نے سنا ہے اس کی شان ظاہر ہونے والی ہے۔ میری بات مانو تو اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔

تاریخ نے اس کے بعد جو داستان ہمارے لئے پیچھے چھوڑی ہے اس کی روشنی میں تو عتبہ بن ربیعہ کا یہ مشورہ بالکل درست معلوم ہوتا ہے۔ کم از کم انیق ناجی کے مشورے سے تو بہت بہتر ہے۔

بس فیصلہ یہی ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اے نادانو اور اندھو! مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں، کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا کبھی نہیں چھوڑے گا، کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہو۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے۔

من نہ آنستم کہ روز جنگ بینی پشت من
آں منم کاندرمیان خاک و خوں بینی سرے

پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پرخار بادیہ درپیش ہیں جن کو میں نے طے کرنا ہے پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہوسکتے نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سب وشتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائیں گے اور ان کا پچھلا حال ان کے پہلے سے بدتر ہوگا۔ کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں۔ کیا ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائیں گے۔ کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں ہوسکتے مگر محض اس کے فضل اور رحمت سے۔ پس جو جدا ہونے والے ہیں جدا ہو جائیں ان کو وداع کا سلام۔ لیکن یاد رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسی وقت جھکیں تو اس جھکنے کی عند اللہ ایسی عزت نہیں ہوگی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں۔ کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے۔“

(انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 23-24)

احمد بلال مغل۔ مبلغ سلسلہ مالی

سیگو، مالی کے سالانہ فیسٹیول میں بک سٹال

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس کو ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچائیں اور اس تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 391)

اپنے پیارے امام کی اس ہدایت اور طرز عمل کو اپناتے ہوئے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے احباب جماعت انفرادی اور اجتماعی طور پر تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ہیں۔تبلیغ کے مختلف ذرائع میں ایک اہم ذریعہ جماعتی کتب کے اسٹال لگانا ہے جن سے جماعت احمدیہ کا مثبت تعارف

لوگوں تک پہنچانے میں بہت مدد ملتی ہے۔

ہر سال ماہ فروری کے آغاز میں مالی کے شہر سیگو میں ایک صنعتی اور ثقافتی فیسٹیول کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں مالی کے مختلف علاقوں کے علاوہ ہمسایہ ممالک سے بھی لوگ آ کر اس فیسٹیول میں اپنے اسٹال لگاتے اور شرکت کرتے ہیں۔ امسال اس فیسٹیول کا انعقاد یکم تا 7 فروری 2022 کو کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مالی کو بھی اس فیسٹیول میں بک اسٹال لگانے کی توفیق ملی۔

جماعت کا اسٹال فیسٹیول کی مرکزی جگہ پر تھا جس کو خوبصورت بینرز سے سجایا گیا تھا۔ جماعتی اسٹینڈ پر قرآن کریم کے فرنچ زبان میں ترجمہ کے علاوہ فرنچ، عربی و انگریزی زبان میں کتب رکھی گئی تھیں۔ ان کتب میں قاعدہ یسرنا القرآن، نماز کی کتاب، صداقت حضرت مسیح موعودؑ، اسلامی اصول کی فلاسفی، حیاتِ محمد ﷺ، کشتی نوح، مسیح ہندوستان میں نیز اسلام امن کا مذہب، القول الصریح فی ظہور المسیح والمہدی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ بہت سارے افراد نے فرنچ اور عربی زبان میں ترجمہ شدہ کتب کو خریدا۔ جماعت کی شائع شدہ نماز کی کتاب اور قاعدہ یسرنا القرآن بھی لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی

آویزاں تصاویر بھی فیسٹیول کے دوران لوگوں کی توجہ کا مرکز بنی رہیں اور جماعت احمدیہ کے تعارف کا باعث بنیں۔ جماعتی اسٹال کے ذریعہ سے فیسٹیول میں آنے افراد کے درمیان مختلف موضوعات پر شائع شدہ فرنچ زبان کے 2000 سے زائد جماعتی پمفلٹس تقسیم کیے گئے۔اس بک اسٹال کے ذریعہ ایک محتاط اندازے کے مطابق بیس ہزار کے قریب افراد تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچا۔

اس فیسٹیول کے دوران لوگوں کی راہنمائی، اسلام اور جماعت احمدیہ سے متعلق سوالات کے جواب دینے کے لئے مکرم تاثیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ سیگو ریجن کے ہمراہ مقامی معلمین جو مقامی زبان بمبارا، فرنچ اور عربی زبان پر عبور رکھنے والے ہیں صبح سے لے کر رات گئے تک مختلف شفٹوں میں ڈیوٹی پر موجود رہے۔ اس کے علاوہ خدام بھی معاونت کے لئے ہمہ وقت موجود تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ اس مساعی کو قبول کرے اور خلافت احمدیہ کی راہنمائی میں جو تبلیغی مساعی دنیا بھر میں جاری ہیں ان کے نہایت ہی اعلیٰ شیریں ثمرات ہمیں عطا ہوں۔آمین

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 3

اپنی مرضی کرنی ہے یا ایسے شعبوں میں جانا ہے جس کی فی الحال جماعت کو ضرورت نہیں ہے تو پھر وقف سے فراغت لے لیں۔لڑکیاں جو واقفاتِ نَو ہیں، جو پاکستانی اوریجن (origin) کی ہیں، پاکستان سے آئی ہوئی ہیں، جن کو اردو بولنی آتی ہے، وہ اردو پڑھنی بھی سیکھیں۔ اور جو یہاں باہر کے ملکوں میں رہ رہی ہیں وہ مقامی زبان بھی سیکھیں۔ جہاں انگلش ہے، جرمن ہے یا ایسے علاقوں میں ہیں جہاں انگلش سرکاری زبان ہے اور مقامی لوکل زبانیں اَور ہیں وہ بھی سیکھیں، عربی سیکھیں، پھر اپنے آپ کو تراجم کے لئے پیش کریں۔ مَیں نے دیکھا ہے عورتوں میں، لڑکیوں میں زبانوں کا ملکہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو پیش کر سکتی ہیں۔ پھر ڈاکٹر ہیں، ٹیچر ہیں، یہ بھی لڑکیاں اپنے آپ کو ٹیچر اور ڈاکٹر بن کے بھی پیش کر سکتی ہیں، اسی طرح لڑکے بھی۔ تو اس طرف بھی توجہ ہونی چاہئے اور شعبہ کو ہر مرحلے پر پتہ ہونا چاہئے۔ مقامی جماعتی نظام کو لڑکوں اور لڑکیوں کی رہنمائی اور تربیت کے لئے سال میں کم از کم دو مرتبہ اُن کے فورم منعقد کرنے چاہئیں جس میں کام اور تعلیم کی رہنمائی ہو۔ ان کے شعبہ کو ایک شکوہ یہ ہے کہ بعض والدین وقف کرنے کے بعد، حوالہ نمبر ملنے کے بعد مقامی جماعت اور مرکز دونوں سے تقریباً لاتعلق ہو جاتے ہیں یا ویسے رابطہ نہیں رکھتے جیسا کہ رکھنا چاہئے۔ اور پھر ایک سٹیج پر پہنچ کے جب شعبہ یہ کہتا ہے کہ رابطہ نہیں ہے آٹھ دس سال گزر گئے ہیں ان کو نکال دیا جائے، تو اُس وقت پھر شکوے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے حوالہ نمبر ملنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اب رابطہ ختم کر لیا اور وقفِ نَو ہو گیا۔ مسلسل رابطہ دفتر سے اور اپنے نیشنل سیکرٹری شعبہ سے بھی اور مرکز سے بھی قائم رکھنا ضروری ہے۔ پھر واقفینِ نَو اور واقفاتِ نَو کا نصاب مقرر ہے جو پہلے تو صرف بنیادی تھا، اب اکیس سال تک کے لڑکوں اور لڑکیوں کا یہ نصاب مقرر ہو چکا ہے۔ اس کو پڑھنا بھی چاہئے اور اگر امتحان وغیرہ ہوتے ہیں تو اس میں بھی پور شمولیت اختیار کرنی چاہئے۔ اور اس سے اوپر جو لڑکے لڑکیاں ہیں، اُن کو قرآنِ کریم کی تفسیر جن کو اردو آتی ہے وہ اردو میں، اور جن کو انگلش آتی ہے وہ انگلش میں five volume commentary جو ہے وہ پڑھیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب جو مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہیں، جو جو زبان آتی ہے اُس میں پڑھیں۔خطبات اور خطابات ہیں وہ باقاعدہ سنیں۔ اپنا علم بڑھاتے چلے جائیں۔ یہ بھی اُن کے لئے ضروری ہے اور پھر اس کی رپورٹ بھی بھجوا کریں۔ جو سیکرٹریانِ وقفِ نَو ہیں یہ بھی بعض جگہ فعّال نہیں ہیں۔ یہ بھی صرف عہدہ سنبھال کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کو بھی فعّال ہونے کی ضرورت ہے۔ نہیں تو اس سال انتخابات ہو رہے ہیں، جماعتوں سے یہ رپورٹیں آنی چاہئیں کہ کون کون سے سیکرٹریانِ وقفِ نَو فعّال نہیں ہیں اور اگر وہ فعّال نہیں ہیں تو چاہے اُن کے ووٹ زیادہ ہوں اُن کو اس دفعہ مقرر نہیں کیا جائے گا۔

(خطبہ جمعہ 18 جنوری 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ أَنَا شَھِیدٌ أَنَّكَ أَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لَا شَرِیكَ لَكَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ أَنَا شَھِیدٌ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ أَنَا شَھِیدٌ أَنَّ الْعِبَادَ کُلَّھُمْ إِخْوَۃٌ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ اجْعَلْنِی مُخْلِصًا لَكَ وَأَھْلِی فِی کُلِّ سَاعَۃٍ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ اسْمَعْ وَاسْتَجِبْ۔ اللّٰہُ أَکْبَرُ الْاَکْبَرُ اللّٰھُمَّ نُورَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ اللّٰہُ أَکْبَرُ الْاَکْبَرُ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیلُ اللّٰہُ أَکْبَرُ الْاَکْبَرُ

(سنن ابی داوٗد حدیث نمبر: 1508)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے رب اور ہر ہر شے کے رب! میں گواہ ہوں کہ تو اکیلا ہی رب ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ اے اللہ! ہمارے رب اور ہر ہر شے کے رب! میں گواہ ہوں کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! ہمارے رب اور ہر ہر شے کے رب! میں گواہ ہوں کہ سارے بندے (ایک دوسرے کے) بھائی ہیں۔ اے اللہ! ہمارے رب اور ہر ہر شے کے رب! مجھے اور میرے اہل کو دنیا اور آخرت کے اندر ہر گھڑی میں اپنا مخلص بنائے رکھ۔ اے جلال و اکرام والے! میری دعا سن اور قبول فرما۔ اللہ سب سے بڑا ہے، بہت ہی بڑا۔ اے اللہ! جو آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، بہت ہی بڑا۔ مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، بہت ہی بڑا۔

یہ سید و مولیٰ، خیر البشر، خاتم الانبیاء، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی خدا کے حضور بہت عظیم الشان اور پیاری دعا ہے۔

حضرت زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نماز کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

گھر سے باہر جانے کی دعا

حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب میرے گھر سے نکلتے تو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ۔

(سنن ابی داوٗد۔ ابواب النوم۔ باب مایقول اِذا خرج من بیتہ، حدیث نمبر 5094)

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہوں یا گمراہ کیا جاؤں، یا لغزش کھاؤں یا پھسلایا جاؤں اور اس بات سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی دوسرا مجھ پر ظلم کرے یا جہالت برتوں یا میرے ساتھ جہالت برتی جائے۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

دل ایک پیالہ ہے۔ اگر اس کو رحم، پیار، محبت، شفقت سے نہ بھرا جائے تو یہ بغض، حسد، کینہ اور تکبر سے بھر جاتا ہے۔ نرم دل، دوسروں کے لیے حوصلہ افزائی اور ستائش اور اچھے لہجے سے ہمیشہ مضبوط اور دیرپا رشتے تخلیق پاتے ہیں۔ جبکہ مسکراہٹ درد کی شکست اور چہرے کی رونق ہے۔ لیکن بلا وجہ مسکرانا بھی ایک طرح کی حماقت ہے۔

(کاشف احمد)

طلوع وغروب آفتاب

24فروری2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	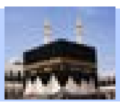	05:29	18:23
مدینہ منورہ	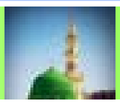	05:31	18:21
قادیان	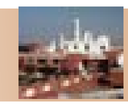	05:40	18:22
ربوہ		05:20	18:02
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:29	17:34

فقہی کارنر

کشف قبور کا دعویٰ بے ہودہ بات ہے

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

یہ لوگ جو کشف قبور لئے پھرتے ہیں یہ سب جھوٹ، لغو اور بے ہودہ بات ہے اور شرک ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ اس طرف ایک شخص پھرتا ہے اور اس کو بڑا دعویٰ کشف قبور کا ہے۔ اگر اس کا علم سچا ہے تو چاہیے کہ وہ ہمارے پاس آئے اور ہم اس کو ایسی قبروں پر لے جائیں گے جن سے ہم خوب واقف ہیں مگر یہ سب بے ہودہ باتیں ہیں اور ان کے پیچھے پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہے۔ سعید آدمی کو چاہیے کہ ایسے خیالات میں اپنے اوقات کو خراب نہ کرے اور اس طریق کو اختیار کرے جو اللہ اور اس کے رسول اور اس کے صحابہ نے اختیار کیا۔

(بدر 19 مارچ 1908ء صفحہ 5)

(داؤد احمد عابد۔ مربی سلسلہ برطانیہ)